SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 30, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وللہ جنود السموت و الارض و کان اللہ عزیزا حکیماً ہ انا ارسلنک شاھد او مبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ و رسولہ وتعزروہ و توقروہ وتسجوہ بکرۃ و اصیلاً ہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ و من اوفی بما عھد علیہ اللہ فیسو تیہ اجرا عظیما ہ

ترجمہ۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے ۔ اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا(عذاب سے) بروقت ڈرانے والا۔ تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دے ان کی تعظیم کرو اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح اور شام۔(اے جان عالم) بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 30, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وللہ جنود السموت و الارض و کان اللہ عزیزا حکیماً ہ انا ارسلنک شاھد او مبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ و رسولہ وتعزروہ و توقروہ وتسجوہ بکرۃ و اصیلاً ہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ و من اوفی بما عھد علیہ اللہ فیسو تیہ اجرا عظیما ہ

ترجمہ۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے ۔ اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا(عذاب سے) بروقت ڈرانے والا۔ تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دے ان کی تعظیم کرو اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح اور شام۔(اے جان عالم) بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے

ہیں۔درحقیقت وہ اللہ تعالے سے بیعت کرتے ہیں۔اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجرعظیم عطا فرمائے گا۔

سورۃ الفتح ، آیات ۷ تا ۱۰

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ Leave applications کر لوں ۔ پھر آپ ۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Leave applications. ڈاکٹر محمد ساجد ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد اسحاق ڈار اپنے ماموں کی وفات کے باعث مورخہ 20th and 23rd January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈار صاحب! ہمیں بڑا افسوس ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے۔ پروفیسر ساجد میر ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ، پروفیسر محمد سعید صدیقی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20th and 23rd January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں

کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سردار مہتاب احمد نے ذاتی مصروفات کی بنا پر مورخہ 20th to 30th January ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی اپنی والدہ کی وفات کے باعث مورخہ 20th to 27th January اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹرعبداللہ ریاڑ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27th to 31st January ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد سرور خان کاکڑ. ذاتی مصروفات کی بنا پر مورخہ 20th &23rd January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایاز خان مندوخیل ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25th to 27th January اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ایس ایم ظفر ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب نثار اے میمن وزیر اعظم کے ہمراہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 20th to 27th January اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، سید دلاور عباس ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، محترمہ ممتاز بی بی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب مشاہد حسین سید سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 20th to 27th January اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، مخدوم خسرو بختیار نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 26 جنوری تا 2 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میاں شمیم حیدر نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے آج مورخہ 30 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر اسلام آباد سے باہر ہونے کی وجہ سے آج مورخہ 30 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we offer *Fateha* for Senator Ishaq Dar's uncle and also for the victims of train accident last night.

(دعائے فاتحہ کی گئی)۔

Point of Order

Train Accident near Jhelum.

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے جہلم کے قریب جو ریل کا حادثہ ہوا ہے اس کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور جو افراد اس حادثے میں جاں بحق ہوئے ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت ہے، جو زخمی ہیں ان کی زندگی اور صحت کے لیے ہم دعا گو ہیں۔ یہ بات بہت ضروری ہے کہ اس ایوان کو اعتماد میں لیا جائے اور ریلوے کے وزیر پوری صورتحال یہاں آ کر بیان کریں اس لیے جو اخبارات میں اطلاعات آئی ہیں وہ خاصی conflictive ہیں اور بہت سے پہلو ایسے ہیں کہ جن کی بظاہر توجیح نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم واقع ہے اور اس ملک میں ایسے واقعات بار بار ہو رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہیں کہ جمہوری روایات یہ ہیں کہ جوابدہی آخر کار وزیر کی ہوتی ہے اور ایسے واقعات میں وزیر کا احتساب ہونا چاہیے۔ ہندوستان اور کئی دوسرے ممالک میں ایسے واقعات کے بعد وزیر نے استعفٰی دیا ہے، جوابدہی ہوئی ہے اور chain of command میں جس کی جہاں ذمہ

داری ہے اس کو accountable کیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں accountability مفقود ہے۔ تعزیت کا بیان آجاتا ہے، ہمدردی کا بیان آجاتا ہے لیکن معاملات کی تہہ میں جا کر کے ان کی اصلاح اور ہر جگہ ذمہ داری کے ساتھ اپنے اپنے فرض کو ادا کرنے کے نظام کو بحال کرنا یہ بات کہیں بھی نہیں ہو رہی۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وزیر ریلوے جلد از جلد ایوان میں آئیں اور آ کر پورے حقائق یہاں پر بیان کریں اور اپنی ذمہ داری، accountability کا ہمیں موقع دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، میں نے خود رابطہ کیا تھا تاکہ ایوان میں آ کر بتائیں تو دونوں Minister and Minister of State اس وقت جانے حادثہ پر موجود ہیں۔ اگر وہ ہماری sitting کے دوران آ گئے تو ضرور وہ یہاں آئیں گے اور next sitting میں وہ آ کر اس ہاؤس کو update کریں گے۔ جی بیگ صاحب۔

Point of Order

Pomp and Show of the Ministers.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, on Saturday the honourable Prime Minister was addressing the local police in Islamabad.

جہاں پر انہوں نے بڑی اچھی بات کہی کہ

We are doing away with the VIP culture, the so-called VIP culture. Yesterday i.e., Sunday, I happened to visit the Covered Market in Islamabad and what I saw a black Mercedes Benz brand new unregistered with black tainted glasses which agian is illegal with at least 25 armed guard personnels(Police officials)standing there. As I walked in the market, there were two police guards at the enterance and as I walked near

the butchery.

There were two armed guards standing right at the door - جہاں قصائی بیٹھتا ہے of the butcherman. So, I asked one of the armed guards

کہ پرویز مشرف صاحب تشریف لائے ہیں، گوشت خریدنے کے لیے، کہتے ہیں نہیں جی، شیخ رشید صاحب اندر گوشت خرید رہے ہیں۔

Sir, for God's sake if the Prime Minister cannot control his Cabinet Members, the very next day when he says the VIPculture will not be there. Is this not gross violation of the statement what the Prime Minister has made? And sir, the car was brand new, unregistered, I don't know whether it is government property or his personal property and I exchanged pleasantries with the honourable Minister and there he walks out with this entourage as if the Prime Minister has just made some purchases at the market. I think somebody in the government has to show responsibility and they have to come and I would request the Prime Minister to come on this floor of the House and make a statement on this that he is taking some action against such Minister.

جناب ہم public کو کچھ کہتے ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

How long are we going to befool this nation. 25 people with armed guards protecting the honourable government spokesman and the Minister for Information. Sir, this is not the way. I think these things have to come to an end one day.

پیسے کو ہم برباد کر رہے ہیں لوگ یہاں پر فاقے سے مر رہے ہیں۔ یہاں روزانہ accidents ہو رہے ہیں - What I would again say to the Government that God forbid کبھی بھی کوئی natural disaster ہو یا کوئی accident ہو یا جناب! یہ قوم بہت غریب ہے جناب

people living in Lahore, Karachi کا جو بھی ہے display a land line number 92 they are trying to check.....

their live men, they have to pay for it. Sir, I would like to tell on the floor of the House that for God's sake have toll free numbers. I mean دنیا میں خدا نخواستہ جب بھی کوئی ایسے حادثات ہوتے ہیں، there are always toll free numbers for citizens to enquire about their dear ones. Nothing of that sort happens and sir, as Professor Khurshid sahib says as regards the train accident, I am surprised that a number of boggies fell into a ravine of 40 feet and the death toll which they are mentioning is just three or four. I think the honourable Minister for Railways, if he is in town or if he is coming in time for the Senate session today, وہ مہربانی کرکے یہاں آکر، he should make a statement on this issue and I would request you sir, that a message may please be sent to the honourable Prime Minister to see this gross violation of a statement which he has just made on Saturday as far as the VIP culture is concerned. Thank you.

Mr. Chairman: I have mentioned that the Minister and Minister of State for Railways are at the accident site. If they come back during this sitting period, they will *Insha Allah* come today or next time. Hidayat Shah sahib.

Point of Order.

Free Education for students of earthquake affected areas.

And withdrawal of utility bills Charges.,

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، شکریہ جناب چیئرمین۔ میرے point of order کے دو حصے ہیں۔ ایک تو تعلیم سے متعلق ہے۔ پچھلی مرتبہ میں نے point of order پر ایک بات کہی تھی طلبہ کے بارے میں کہ متاثرہ علاقوں کے طلبہ کو اسلام آباد میں یا ملک کی دوسرے Universities میں تعلیم کی سہولت دی جائے اور ان کے اخراجات کو معاف کیا جائے۔ محترم وزیر تعلیم صاحب نے اس وقت بڑے اچھے انداز میں مجھے بتایا اور وضاحت کی تھی لیکن آزاد کشمیر کے طلبہ کو تو وہ سہولت حاصل ہوگئی' اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہمارے سرحد کے طلبہ کو وہ سہولت حاصل نہیں ہوئی بلکہ ان کی fees زیادہ بڑھا دی گئیں۔ میری وزیر تعلیم صاحبہ سے گزارش ہے کہ جس طریقے سے آزاد کشمیر کے طلبہ کو جو سہولتیں پاکستان کی مختلف universities میں اور خاص طور پر وفاق میں حاصل ہیں' اس طریقے سے ہمارے صوبے سرحد کے جو چار' پانچ اضلاع ہیں ان طلبہ کو یہ سہولت مہیا کی جائے اور ان کے اخراجات معاف کیے جائیں چونکہ وہ متاثرہ طلبہ ہیں اور ان کی تعلیم ضائع ہو رہی ہے۔ اگرچہ وزیر تعلیم صاحب کے پاس اس کا بجٹ نہیں ہے تو بیت المال سے یا کسی ذرائع سے اس کمی کو پورا کیا جائے یہ میری پہلی درخواست ہے۔

دوسرا میرا point of order بجلی' واپڈا اور ٹیلی فون کے بارے میں ہے۔ ہماری مرکزی حکومت نے اس وقت متاثرہ علاقے میں یہ واضح کیا تھا کہ جتنے بھی وہاں کے بجلی کے بل ہیں وہ معاف کیے جائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ حکومت نے معاف کر دیے لیکن اب چار ماہ گزر گئے تو اس کے بعد واپڈا والوں نے کیا کیا ہے کہ کل بل پانچ' چھ ہزار کا وہاں پر گھروں میں تقسیم کر دیا ہے اور پورے پانچ اضلاع میں اور آزاد کشمیر میں واپڈا والے ان کو تنگ کر رہے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس کی بھی وضاحت کریں کہ یہ کیا ماجرہ ہے؟ اسی طریقے سے ٹیلی فون کا معاملہ ہے۔ وہاں پر بعض علاقوں میں ابھی تک بجلی بحال نہیں ہوئی۔ اس وقت وزیر صاحب نے باقاعدہ وضاحت کی تھی کہ کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں بجلی بحال نہ ہوئی ہو۔

جناب چیئرمین، وزیر صاحب بڑی بے چینی سے جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ر) جاوید اشرف (وزیر تعلیم)، جناب چیئرمین! ہم نے Coordination Conference کی تھی صوبہ سرحد کے Education Department کے ساتھ بھی اور آزاد کشمیر کے ساتھ بھی اور طے یہ پایا تھا کہ چونکہ آزاد کشمیر میں صرف ایک ہی یونیورسٹی تھی اور وہ تباہ ہوگئی اس لیے ان کے بچے کہیں اور accommodate نہیں ہو سکتے تھے تو ان کو ہم اسلام آباد میں accommodate کریں گے۔ جو سکول اور کالجز کے particularly primary level پر جو آزاد کشمیر میں خود خیمہ بستیوں وغیرہ میں شروع ہوگئے، باقی سب کو ہم نے اسلام آباد کے سکول اور کالجز میں accommodate کیا ہے اور ان کی فیس بھی معاف کردی ہے۔ Frontier Government نے چونکہ وہاں پر باقی صوبے میں تمام Educational Institutions intact تھیں، انہوں نے یہ undertaking کی تھی کہ ہم اپنے affected areas کے بچوں کو خود سنبھال لیں گے۔ ہم ان کو accommodate کرلیں گے اور ان کو look after کریں گے تو اس لیے میں suggest کرتا ہوں کہ کیونکہ ان کی اپنی حکومت ہے صوبہ سرحد میں تو وہاں پر اس issue کو raise کریں اگر ان بچوں کو accommodate نہیں کیا گیا ہے۔ ہم نے جو undertaking دی تھی ہم نے اس کو پورا کیا ہے۔

جناب چیئرمین، مہیم خان صاحب۔ کتنے ہیں میرے پاس؟ چار، پانچ points of order ہیں، اتنے ہی لینے ہیں یا اور بھی لینے ہیں اس کے بعد۔۔ مہیم خان صاحب ذرا واپڈا کا بھی جواب دے لینے دیں اس کے بعد آپ کی باری آتی ہے۔۔

جناب لیاقت علی جتوئی (وزیر برائے پانی و بجلی)، جناب چیئرمین! یہ جو المناک حادثہ پیش آیا، اس میں اتنی زیادہ جانیں ضائع ہوئیں، نقصانات ہوئے۔ میں نے floor of the National Assembly House میں یہ statement دی تھی کہ ہم اکتوبر سے لے کر دسمبر تک بل معاف کر دیں گے بقایا جو ادائیگیاں ہونگی ان کو بھی defer کر دیا جائے گا اگر کوئی ایسا بل یا کوئی ایسی چیز ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ لوگوں کو بل ملے ہیں تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی کیونکہ یہ گورنمنٹ کی commitment ہے۔ and that was on the

floor of the House. I assure my honourable member for that اس کے بعد دوسری بات انہوں نے light کی کہی ہے۔ جہاں تک light کی restoration کا تعلق ہے۔ میں نے خود گیا ہو' میں نے visit کیا ہے۔ These people have been working round the clock. میرا خیال ہے کہ ہفتے کے اندر دن رات محنت کر کے آزاد کشمیر میں ہر جگہ پر اگر کوئی ایسا گاؤں' ایسا قصبہ جس کی نشاندہی ہو جائے تو میں حاضر ہوں۔ مجھے بتائیں کہ کہاں نہیں ہے تو we will restore that. This is our responsibility.

جناب چیئرمین، جی! مہیم خان بلوچ صاحب۔

Point of Order

People have become homeless in Dera Bugti.

سینیٹر مہیم خان بلوچ ، جناب چیئرمین! بلوچستان پر مجموعی بحث کل یا پرسوں کی جائے گی۔ میں صرف آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ڈیرہ بگٹی ٹاؤن بالکل خالی ہے' وہ حساس علاقہ بن چکا ہے۔ گزشتہ دو دن سے "انتخاب" اخبار میں خبر آرہی ہے کہ بہت سے بگٹی علاقے کے لوگ ڈیرہ مراد جمالی' ڈیرہ علیار کے علاقے میں آئے ہیں۔ ان کی فریاد ہے کہ ہم یہاں پر آئے ہیں' یہاں پر ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ نہ رہنے کی جگہ ہے' نہ خوراک مل رہی ہے' نہ پانی مل رہا ہے۔ ان کی حالت بہت ناساز ہے۔ انسانی حقوق کا تقاضا یہی ہے کہ کوئی بھی پاکستانی کہیں سے بھی' کسی واقع کے حوالے سے اگر بے گھر ہو تو یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ اس وقت تک کہ جب تک وہ مسئلہ حل نہ ہو جائے ان کی دیکھ بھال کی جائے۔ لہذا میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہمارا ہوم ڈیپارٹمنٹ ان چیزوں کا نوٹس لے اور ان کی دیکھ بھال کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب ثناء اللہ بلوچ۔

Point of Order

Violation Of Human Right in Balochistan.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ : جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ بلوچستان میں انسانی حقوق کی پامالی کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں اٹھارہ دسمبر کے بعد سے شروع کیے جانے والے میگا ملٹری آپریشن کے حوالے سے' بلوچستان میں کافی ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ لوگوں کے جان و مال کا نقصان ہوا ہے۔ حکومتی سطح پر تو کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ وہاں پر Human Rights violation کو یا انسانی حقوق کی پامالی کو روکا جائے۔ حالانکہ ہمارا آئین اس بات کی گارنٹی دیتا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 28 to 20 یعنی آرٹیکل 20 براہ راست انسانی حقوق کے مفادات کے تحفظ کی بات کرتا ہے۔ ہمیں فیڈریشن سے کوئی گلہ نہیں ہے' ہمیں فیڈریشن سے توقع یہی تھی۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا' آج سے دو سال قبل' بلوچستان میں انسانی حقوق اور بلوچستان کے حقوق کے متعلق Human Rights Commission of Pakistan نے اکتوبر 2003 میں ایک رپورٹ شائع کی۔ وہ رپورٹ میں نے یہاں پر اس وقت بھی پیش کر دی تھی جب بلوچستان میں حالات اس قدر گھمبیر نہیں تھے۔ اس وقت انسانی حقوق کمیشن کی بات نہیں سنی گئی۔ آج پھر Human Rights violation سے متعلق conflict in Balochistan ۔ بڑی محنت کے بعد محترمہ عاصمہ جہانگیر نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر' سیکورٹی اہلکاروں نے ان پر فائرنگ کی۔ پیرا ملٹری فورسز نے ان کی حوصلہ شکنی کی کہ وہ اس علاقے میں جائیں اور اس علاقے میں جا کر انسانی حقوق کی پامالی دیکھ پائیں۔ اس کے بعد وہ وہاں پر گئی ہیں اور 55 صفحات پر مشتمل ایک رپورٹ تیار کی ہے۔ یہ رپورٹ اس حوالے سے بھی بہت مفید ہوگی۔ میری صرف آپ سے گزارش یہ ہے کہ ہماری جو سٹینڈنگ کمیٹی برائے انسانی حقوق ہے۔ ہماری Functional Committee ہے جس میں اس 55 صفحات کی رپورٹ کو' اگر آپ اس ہاؤس کے توسط سے اس رپورٹ کو کمیٹی کو بھجوا دیں تو ان کو اس کو دیکھنے ' سمجھنے ' معاملات کو جاننے اور ان کو حل کرنے میں شاید کوئی مدد مل سکے ۔ محترم فرحت اللہ بابر صاحب نے میرے خیال میں requisition کی ہے کہ Human Rights سے متعلق جو سینیٹ کی کمیٹی ہے اس کا اجلاس طلب کیا جائے اور بلوچستان میں انسانی حقوق کی پامالی جس طرح ہو رہی ہے اس کو سامنے لایا جائے۔

جناب والا! اگر آپ ملک کی عزت کی بات کرتے ہیں، ۲۵ جنوری ۲۰۰۶ء کو Colorado سے جو Congressman Thomos.G. Tancrado نے U.S Secretary of State Ms. Condoliza Rice کو ایک خط لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے بلوچستان میں انسانی حقوق کی پامالی سے متعلق اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ مارچ میں جب صدر بش پاکستان کا دورہ کریں گے تو وہ بالخصوص بلوچستان میں وفاقی حکومت اور بالخصوص پاکستان آرمی اور paramilitary forces کی زیادتیوں کا نوٹس لیں اور اس پر حکومت پاکستان کے ساتھ بات چیت کریں۔ جب Congressman امریکہ میں بلوچستان میں ہونے والے مسائل پر بات کرسکتا ہے ۔ میری یہی گزارش ہوگی کہ آپ بھی Senate کو ایک فعال ادارہ ثابت کرتے ہوئے conflict in Balochistan جو حال ہی میں شائع شدہ رپورٹ ہے Human Rights Commission of Pakistan کی ' اس کو Standing Committee on Human Rights یا جو ہماری Functional Committee on Human Rights ہے اس کو بھجوا دیں تاکہ بلوچستان کے مسئلے کو سمجھنے اور وہاں پر اس طرح کی انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے اس کو روکنے میں مدد مل سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، دیکھیں بلوچستان کے مسئلے پر discussion ہونی ہے اس دن جو بھی ہاؤس فیصلہ کرے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب ! اگر یہ رپورٹ آپ ------

جناب چیئرمین، Discussion میرے خیال سے بدھ کو ہونی ہے ---

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، وہ تو discussion مسائل پر ہونی ہے ۔

جناب چیئرمین، اس کے ساتھ ہی کرلیں تاکہ سارا اکٹھا یک لخت ہو جائے ۔ ویسے دیکھیں جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان) ،دیکھیں جی اگر مقصد یہ ہے کہ ظفر صاحب کو پہنچانی ہے چونکہ وہ چیئرمین ہیں تو سیکریٹری صاحب کو دے دیں وہ ان کو پہنچا دیں گے ۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے پہنچا دیں گے ۔ سعدیہ عباسی صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، شکریہ ۔ جناب چیئرمین! جب ہم باجوڑ واقعہ پر بات کرنا چاہتے تھے تو اس ہاؤس نے کافی جلدی میں ایک resolution pass کیا، جس میں امریکہ کا نام تک بھی نہیں تھا Condemn the violation of Pakistani airspace and to condemn the killing of innocent people in Bajore ۔ اس کے بعد ہمارے وزیر اعظم صاحب امریکہ گئے اور اب کل کی خبر ہے کہ کل پھر Pakistani airspace کی violation ہوئی ہے by American helicopter gunships اور یہ کل کی خبر ہے اور یہ سب news channels پر بھی آئی ہے اور اخبارات میں بھی آئی ہے تو کیا فائدہ ایسی condemnation اور کیا فائدہ ایسی apology جو آج تک امریکی حکومت نے نہیں کی ہے۔ انہوں نے innocent Paksitanis کو شہید کیا ہے اور انہوں نے ہماری airspace اور sovereignty کی violation کی ہے ۔ اس چیز کا نوٹس پاکستان کے فارن آفس کی طرف سے لیا جائے۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کی اجازت سے ایک پیراگراف پڑھ کر بتانا چاہتی ہوں کہ ہم کیسی regime اور کیسے صدر کے ساتھ deal کر رہے ہیں۔ امریکہ کے ایک سینیٹ کے ممبر نے ان کے بارے میں کہا ہے سینیٹر Edward Kennedy نے اور انہوں نے جارج بش کے بارے میں کہا ہے ،

"We have a President who believes that torture can be an acceptable practice in spite of laws and treaties that explicitly prohibit it. We have a President who claims the power to arrest the American citizens on American soil, jail them for years without the benefit of Council or access to the court. We have a President who claims that he has an authority to spy on American citizens on American soil without a court order."

پھر وہ آگے جا کر کہتے ہیں

"Mr. Bush has showed his disdain for the rule of law which his

dissent final statement on a Bill that contains Senator John Mclain's Ban on Torture. In that statement, the President reserves the right to ignore the requirements and even he asserted in certain circumstances the tensions are beyond the reach of the courts."

جناب چیئرمین ! یہ ہے ان کی سوچ اور یہ ہے ان کی respect for democracy and the rule of law. یہاں Senate میں بھی کہا گیا اور حکومت پاکستان کے ترجمان نے بھی کہا کہ

The Ambassador of the United States was summoned to the Foreign Office.

اس کے بارے میں بتایا جائے کہ کیا واقعی

he was summoned to the Foreign Office and was he asked to tender an apology on behalf of the U.S. Government?

یہ ان کے spokesman نے کہا تھا اور اگر یہ statement غلط ہے تو اس کی وضاحت کریں کہ کیوں انہوں یہ statement دی تھی۔ Thank you.

جناب چیئرمین، I think اس وقت کوئی Foreign Office کا نہیں ہے so, we will convey to them. مولانا راحت حسین۔

Point of Order

Demand for release of 100s of MMA demonstrators arrested for Opposing the Women Marathon Race in Lahore.

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں لاہور کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کل جو میراتھن ریس وہاں ہوئی اور جس کو بڑے بہترین نام سے سجایا گیا' شہریت کے حوالے سے اس کا کیا واسطہ ہے یا کیا تعلق ہے اس تفصیل سے بات بعد میں ہو گی لیکن وہاں جو پاکستان کے دستور اور آئین کی violation

ہوئی، اسلام اور مذہب اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتے اور نہ آئین میں اس کی کوئی گنجائش ہے۔ بہرحال وہاں جو حالات ہوئے اور پھر MMA کے ہزاروں کارکن گرفتار کئے گئے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ جس طرح پاکستان ان لوگوں کے لئے مقدس ہے اسی طرح ہمارے لئے سب سے زیادہ مقدس ہے، ہمارے آباؤ اجداد نے اس ملک اور اس وطن عزیز کو اسلام کے نام پر اور یہاں Islamization کو نافذ کرنے کے لئے حاصل کیا۔ یہاں اغیار جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس کی نمائندگی کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم نے یہاں اپنے نظام کو مستحکم کرنا ہے۔ میرا یہ point of order ہے کہ MMA کے جو ہزاروں کارکن وہاں گرفتار ہیں ان کو فوراً رہا کیا جائے اور حالات کو اس طرف نہ لے جائیں کہ ملک میں انارکی کی حالت پیدا ہو۔ اس ملک پر چاروں طرف سے یلغار ہے اور اس ملک میں ایسے لوگ آئے ہیں جو کہ اس کے جغرافیہ کو تہہ و بالا کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ملک کی حفاظت اس میں ہے کہ یہاں ہمیں ثقافت اور تہذیب جو کہ ہمیں اسلاب سے ورثہ میں ملی ہے اس کی حفاظت ہو۔ میرا ایک مرتبہ پھر پُرزور مطالبہ ہے کہ ہمارے MMA کے جتنے بھی کارکن او قائدین ہیں انہیں فوراً رہا کیا جائے۔ اگر یہاں کوئی منسٹر ہو تو وہ اس بات کی وضاحت بھی کر سکتے ہیں کہ ان کو آخر کس بنیاد پر گرفتار کیا گیا ہے۔ اگر ہم ملک کے آئین کی بات کرتے ہیں تو انتہا پسند کہا جاتا ہے اور اپنی اعتدال پسندی میں یہ لوگ انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو انتہا پسند سمجھتے ہیں اور جو لوگ آئین اور دستور کی بات کرتے ہیں وہ اس ملک کی اعتدال پسند قوت ہیں۔ لہذا پھر مطالبہ ہے کہ ان کو فوراً رہا کیا جائے۔

جناب چیئرمین، یہ صوبائی معاملہ ہے، ان کو convey کر دیں گے۔ Now it is end of the points of order. I think itme No. 2 is pending. So, should I move on to item No.3? جی بنگزئی صاحب! آپ کا بھی point of order ہے؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جی ہاں۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

Point of Order

Earthquake affectees, new bank account are not being opened by the local banks.Dearth of Shelter making Sheets and Flour Mills.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین۔ پچھلے دنوں میں ضلع بنگرام کے دورے پر گیا تھا' وہاں یونین کونسل شملائی اور مانسہرہ میں لوگوں کو زندگی کے حوالے سے ضروریات زندگی میسر نہیں ہو رہی تھیں۔ خصوصاً ان لوگوں کو کہ جنہیں 25 ہزار روپے کے چیک دیئے گئے تھے' وہاں پر مختلف بنکوں کی branches ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ وہاں کوئی بھی برانچ ان کا account کھولنے کے لئے تیار نہیں۔ مجھے انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ banks کے باہر ان کے touts بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ 25 ہزار روپے کے چیک کو 20 ہزار روپے میں خرید لیتے ہیں اور ان کو payment کر دی جاتی ہے۔ Otherwise اگر کوئی شخص وہاں جا کر اپنا account کھولنا چاہے تو اسے مختلف بہانوں سے تنگ کیا جاتا ہے۔ Banking sector کے حوالے سے وہاں HBL, UBL, ABL کے بنک ہیں ان کو آپ اپنے توسط سے احکامات جاری کریں کہ وہ لوگوں کو مزید تنگ نہ کریں۔

جناب چیئرمین! جو دوسری بات میرے علم میں لائی گئی وہ telephones کے bill تھے۔ وہ علاقہ جس کا پورا نظام تہہ و بالا ہو چکا ہے وہاں پر لوگوں کو ابھی تک telephones کے bill دیئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں' میں نے PTCL کے President اور ان کے Staff Officer سے بات کی' انہوں نے اگرچہ کافی یقین دہانی کرائی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں بل مل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! تیسری اہم بات یہ ہے کہ وہاں لوگوں کے پاس گندم اور مکئی وافر مقدار میں موجود ہے لیکن وہاں ان کا چکی پیسنے کے حوالے سے ایک اپنا نظام ہے اور پانی کا تقسیم کا نظام پورا تباہ ہو چکا ہے' اب انہیں چکی میسر نہیں ہے۔ اس سلسلے میں' میں نے وزارت خوراک و زراعت کے اعلیٰ حکام سے بات کی ہے' میں آپ کے توسط سے پھر اس House میں یہ بات

لانا چاہتا ہوں کہ خصوصاً دو union councils شلائی اور بانسر میں مشکلات ہیں۔

جناب چیئرمین! تیسری بات یہ ہے کہ ہر متاثرہ خاندان کو آٹھ sheets مل رہی ہیں جو کہ ان کے لئے ناکافی ہیں۔ میری شنید میں یہ آیا ہے کہ کچھ NGOs اور خصوصاً جماعت اسلامی کے حوالے سے جو sheets وہاں تقسیم ہو رہی ہیں، ہمارے فوجی جوان وہاں جا کر، ان سے واپس لے رہے ہیں کہ آپ کو صرف آٹھ sheets کی اجازت ہے۔ میں ان چیزوں کو اس لئے highlight کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری مقتدر ہستیاں بیٹھی ہوئی ہیں، وہ ان چیزوں کو note کر لیں اور وہاں کے لوگوں کی مشکلات کو حل کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین، وسیم صاحب! اس کو convey کر دیجئے گا، یہ جو ان کے crops کے stocks پڑے ہیں اور ان کو جو sheets مل رہی ہیں۔ ان کو جتنی sheets کی ضرورت ہے، وہ اتنی لیں، اگر surplus ہیں تو بہتر ہے کہ جو دے رہے ہیں، وہ نہ دیں یا وہ دوسرے کو دے دی جائیں جن کو ضرورت ہو۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! میرے خیال میں آٹھ sheets سے صرف ایک مختصر سا کمرہ بن سکتا ہے جس میں بیک وقت بمشکل دو آدمی رہ سکیں۔ Even جماعت اسلامی والوں نے اس حوالے سے وہاں sheets تقسیم کی ہیں لیکن وہ آ کر ان سے واپس لے لیتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، ٹھیک ہے جناب، میں convey کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، اس کو convey کر دیں۔ Now, we will move on item No. 3, 2 is pending, I will move on No.3. Mrs. Razina Alam Khan, please move the Motion. ایک second جی۔ ابھی کچھ speakers رہتے تھے جن کا کہنا تھا، ان کو اس لئے pending رکھا ہے، ان کو بعد میں لیں گے۔ یہ دونوں Leader of the House and Leader of the Opposition کے mutual consent سے ہوا ہے۔ ٹھیک ہے پھر اس کو repeate نہیں کریں گے، ٹھیک ہے۔ سیکریٹری صاحب! ایسے کریں کہ اس کو repeate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جی رزینہ عالم صاحبہ۔

Motion.

Increasing rate of road accidents needs strick checking.

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میری تحریک زیر قاعدہ 194 "ملک میں سڑکوں پر بڑھتے ہوئے حادثات کی روک تھام کے لئے حکومت کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات کے بارے میں ہے" جس پر یہ ایوان بحث کرے گا۔

جناب والا! سڑکوں اور شاہراہوں پر جو حادثات ہوتے ہیں اور ان کی جو تعداد ہے، وہ دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ صرف پنجاب میں پچھلے پانچ سالوں میں 30 ہزار حادثات ہوئے ہیں جن میں 17 ہزار قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور ہزاروں افراد معذور ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ جو حادثات ہیں ان کی روک تھام کے لئے ہمیں بہت سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہماری حکومت عملی اقدامات اٹھا رہی ہے جس میں traffic police کو نئی تربیت دی جا رہی ہے جیسا کہ ابھی پرسوں اسلام آباد police کو Motorway کی طرز پر تربیت دی گئی ہے اور اسلام آباد کا علاقہ ان کے حوالے کیا گیا ہے کہ جو طریقہ کار Motorway traffic police اختیار کرتی ہے، وہی اختیار کیا جائے۔ جناب والا! زمینی سفر میں ایک عدم تحفظ ہے جو کہ عوام میں پایا جاتا ہے اور اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں کچھ اس لئے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ کچھ نکات ہیں جن کو دیکھا جائے اور ان کے متعلق کچھ اقدامات اٹھائے جائیں۔

جناب والا! سب سے پہلے traffic rules کی پابندی ہے - ٹریفک کے قوانین کی پابندی لازماً کرائی جائے اور جو بات آڑے آتی ہے وہ ہمارا VIP culture ہے یعنی قوانین کی پابندی کچھ لوگوں پر ضروری سمجھی جاتی ہے اور کچھ لوگ اس سے مبرا ہوتے ہیں - جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم بحیثیت ایک قوم اس چیز کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں کہ قانون سے کوئی بھی بالا تر نہیں ہے اور جو بھی ٹریفک قوانین کی پابندی نہ کرے اس کو وہی سزا دی جائے جو بھی ان کی penalties وغیرہ مقرر ہیں جو کہ ایک عام آدمی کے لئے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس دیتے وقت جو test لیا جاتا ہے وہ بہت ضروری ہے اور ہمارے ہاں اکثر یہ ہوتا ہے کہ test دیئے بغیر لائسنس جاری کردیا جاتا ہے۔ بلکہ میں نے لڑکوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اچھا! آپ نے test دیا تھا' تو اس پر وہ ہنستے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں اس انسان کا جو کہ test دے کر لائسنس لیتا ہے۔ اس کی بھی بہت پابندی کی ضرورت ہے کیونکہ جب تکان سے proper test نہیں لیا جاتا اور دیکھا نہیں جاتا کہ وہ تربیت یافتہ ڈرائیور ہیں یا نہیں ہیں اس وقت تک وہ گاڑی لے کر سڑکوں پر نہ آسکیں یہ لوگ سڑکوں پر آکر اپنے لئے اور دوسروں کے لئے خطرناک قسم کے حادثات کو جنم دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

جناب والا! تیسری بات۔ ظاہر ہے کہ گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور اس کو دیکھتے ہوئے جو ہماری سڑکیں ہیں ان کی ٹوٹ پھوٹ اور ان کا ناکافی ہونا بھی وجوہات میں شامل ہے۔ اس کے لئے میں کہتی ہوں کہ بڑے شہروں میں تو انتظام ہوتا ہے' سڑکیں چوڑی کردی جاتی ہیں لیکن کچھ علاقے ایسے ہیں اور کچھ سڑکیں ایسی ہیں جیسے ڈسکہ سرگودھا روڈ ہے۔ پچھلے ایک سال میں ایک سو گیارہ ایکسیڈنٹ اس سڑک پر ہوئے کیونکہ وہ سڑک اتنی چوڑی نہیں ہے کہ اس پر دو گاڑیاں ایک وقت میں گزرسکیں۔ اس کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ موٹر وے ٹریفک پولیس جب کسی پر جرمانہ کرتی ہے تو اس کی وجہ سے ہر کوئی محتاط ہو جاتا ہے' ڈرائیورز محتاط ہوجاتے ہیں۔ تو کیوں نہ پورے ملک میں یہ نظام رائج کیا جائے۔ پرسوں میں اس function میں گئی تھی جس میں وزیراعظم صاحب بھی موجود تھے تو میں نے پولیس کے اعلیٰ افسران سے کہا کہ اس کو اسلام آباد تک ہی کیوں محدود رکھا جائے کیوں نہ یہ نظام ہم اپنے پورے ملک میں رائج کریں کیونکہ جانیں سب کی ایک جتنی قیمتی ہیں اور ان کی حفاظت ہم سب پر لازم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹریفک پولیس اس پر بڑی کڑی نظر رکھی جائے کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو روکا جاتا ہے اور پھر ان سے کچھ بات چیت کرکے' مک مکا کر کے وہ بات ختم کر دی جاتی ہے۔ تو ان کی monitoring بہت ضروری ہے' ان پر جانچ پڑتال' ان پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے اور اس کے علاوہ کچھ گاڑیاں ایسی ہوتی ہیں جو اس قابل نہیں ہوتیں کہ سڑک پر آئیں۔ ان میں بہت پرانی گاڑیاں ہوتی ہیں اور ان کا بھی کوئی سال دوسال

کے بعد fitness کا نظام ہو تاکہ یہ دیکھاجائے کہ وہ گاڑیاں سڑک پر آنے کے قابل ہیں یا نہیں ہیں تو ان کی دیکھ بھال کے لئے بھی کوئی نظام رائج کیا جاسکتا ہے۔

جناب والا! اسی طرح drivers ہیں کے لئے بھی ہم کوئی refresher course یا کوئی اس طرح کی چیز کر سکتے ہیں۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمیں ٹریفک پولیس کی طرف سے ایک booklet ملی ہے جو کہ انگریزی میں ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ تمام ڈرائیور صاحبان جو ہیں ان سب کو یہ تقسیم کی جائیں اور rules and regulation کا کتابچہ آسان اردو میں ہو تاکہ وہ لوگ سمجھ سکیں اور ان تمام ڈرائیوروں کے لائسنس جب renew کرنے کا وقت آئے تو اس وقت کوئی ایسی چیز یا test ہو جو کہ وہ ڈرائیور دیں اور اس طرح کم ازکم وہ training وہ complete کریں۔

جناب والا! اس کے بارے میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ہماری حکومت اقدامات کر رہی ہے لیکن اس کے علاوہ جو کچھ points میں نے کہے ہیں اور کچھ اگر ہمارے محترم ممبران صاحبان آپ کے گوش گزار کریں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اس پر بحث کرنا اور اس پر کوئی ruling بہت ضروری ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Any other speaker? Tanveer Khalid Sahiba,

مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر تنویر خالد: جناب چیئرمین! thank you, آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جو موشن پیش کیا گیا ہے' یہ بات بالکل صحیح ہے' ہمارے ملک میں' ہمارے شہروں میں بےحساب accidents ہوتے رہتے ہیں' جس کے کئی causes ہیں جن میں سے کافی بیان کر دیئے گئے ہیں لیکن میں ایک' دو چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ایک تو ہمارے ہاں والدین خود اپنی کم عمر اولاد' لڑکوں کو گاڑیاں چلانے کی کھلی چھوٹ نہ دیں۔ کبھی کبھار کسی خاص ضرورت کے تحت یعنی ہسپتال جانا ہے تو چلائیں۔ ان کو گاڑیاں دے دی جاتی ہیں اور ان کے اوپر ایسی پابندی نہیں ہوتی کہ وہ racing میں مبتلا نہ ہوں۔ وہ گاڑیاں آگے دوڑانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور جب کہیں کوئی سٹاپ آتا ہے تو ایک دم رکتے ہیں' دوسری گاڑیوں وغیرہ کو بھی

رکنا پڑتا ہے تو اس طرح سے بھی accident ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے دیکھا اور اس کا مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جو ویگنیں یا کوچز وغیرہ اسکول کے بچوں کو لے جاتی ہیں' ان کی چھتوں پر اس قدر students بیٹھے ہوتے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں پر گاڑیوں کی تعداد کم ہے۔ یا تو جو یہ بڑے بڑے private schools چلاتے ہیں' وہ کچھ کوچز یا بسیں ان school students کے لیے مہیا کریں' چاہے ان سے فیس لے لیں لیکن ان کے لیے گاڑیوں کا بندوبست کریں تو پھر students کے گاڑیوں کی چھتوں پر چڑھ کر بیٹھنے کی نوبت نہ آئے۔ صبح کے وقت بھی وہ ایسا ہی کرتے ہیں چونکہ گاڑیاں کم ہوتی ہیں اور ان کو پہنچنے کی جلدی ہوتی ہے' کچھ وہ بھی جلدی گھر سے نکلیں تو انہیں سیٹیں مل جائیں اور ان کو اس طرح چھتوں پر نہ چڑھنے دیا جائے' جس کی واحد وجہ یہ ہے کہ گاڑیاں اتنی کم ہیں کہ وہ چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں اور بٹھانے والے بھی ان کو بٹھا لیتے ہیں۔ میں نے TV میں دیکھا کہ Coaches والے یہ بیان دے رہے تھے کہ students کسی قسم کا ٹکٹ نہیں لیتے' that is too bad, مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے یہ تو سنا ہے کہ دنیا میں students کے لیے concessional tickets ہوتے ہیں' کچھ مراعات ہوتی ہیں کہ وہ کم ٹکٹ پر' کم پیسوں پر travel کر سکتے ہیں لیکن یہ نہیں سنا کہ tickets ہی نہیں لیتے۔ اگر ایسا ہے تو یہ بالکل غیر مناسب بات ہے۔ ہماری young generation کیوں اس طرح کی حرکت کرتی ہے کہ ٹکٹ نہ لیں یا چھت پر سفر کریں؟ گاڑیاں بھی اتنی پرانی ہیں اور اکثر اتنا دھواں پھینکتی ہیں کہ دوسری گاڑی والے کو راستہ ہی نظر نہیں آتا' جو دوسرے ساتھ سفر کر رہے ہوتے ہیں' ان کا دم گھٹ رہا ہوتا ہے' بہت inconvenience ہوتی ہے۔ اب گاڑیاں اس قدر کم ہیں اور private schools تو بڑے ہی affluent لوگ چلا رہے ہیں' ان کی فیسیں بھی بڑی بھاری ہوتی ہیں' ان کو تو اس سمت میں کچھ نا کچھ کرنا چاہیے کہ گاڑیوں کا بندوبست کریں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ ان کے ہاں تو ایسے students ہی آتے ہیں کہ جو کاروں میں آتے ہیں لیکن ایسے بھی تو ہیں جو کاروں میں نہیں آتے۔ ایک ہی گھر سے at a time کئی بچے جاتے ہیں' مختلف اداروں میں جاتے ہیں تو کیوں نہ institutions کی طرف سے ایسی سہولت دی جائے۔

دوسری بات' ہمارے ملک میں بڑے مخیر' بڑے affluent حضرات ہیں'

industrialists, agriculture lands کے مالک ہیں، بڑے بڑے زمیندار ہیں، ان میں بھی فلاحی جذبہ پیدا کرنا چاہیے اور یہ جذبہ موجود بھی ہو گا، شاید کہیں نہ کہیں تو دیتے ہی ہونگے، تو کیوں نہ وہ کچھ ایسے تعلیمی اداروں کو امداد دیں تا کہ students, نوجوانوں، مسافروں، غریب عوام کو ایسی سہولت مہیا ہو کہ ان کو زیادہ بسیں اور کوچز مل سکیں تا کہ ان کو سفر میں سہولت ہو۔ شام اور رات کے وقت بھی لوگ گھبرائے ہوئے بھاگتے پھرتے ہیں اور اسی وجہ سے زیادہ لوگ چڑھ جاتے ہیں کہ گھر پہنچنا ہے، صبح بھی کام پر پہنچنا ہوتا ہے اس وجہ سے ایسی چیزیں ہوتی رہتی ہیں جو حادثے کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب بڑے بڑے round abouts ختم کر کے راستے آسان کر دیئے گئے ہیں لیکن حکومت، عوام سب مل کر اور خاص طور پر affluent طبقہ، اسکول کے مالکان یہ کوشش کریں کہ یہ حادثات کم ہوں۔

Mr. Chairman: I have no other speakers so we ask the Minister to speak.

جناب شمیم احمد صدیقی (وفاقی وزیر مواصلات)، دونوں honourable ممبران نے جو کہا ہے وہ 100% درست ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ خصوصی طور پر ٹریفک کے جتنے بھی قوانین ہیں ان پر عمل درآمد کریں۔ جہاں تک Government کا سوال ہے 'Government اس سلسلے میں کافی کچھ کر رہی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے موٹر وے پولیس کا ذکر کیا، موٹر وے پولیس کے آنے کی وجوہات سے موٹر وے پر اور National Highways پر accidents کا rate کم ہو گیا ہے اور accident rates کے علاوہ crime rate بھی کم ہوا ہے اور اگر مجھے اجازت دیں تو کراچی اور حیدرآباد میں تقریباً 70% crime کم ہوگئے ہیں اور اس کی وجہ سے نوری آباد جو Industrial Area ہے جو بالکل اجڑ چکا تھا وہ دوبارہ بحال ہو گیا ہے موٹر وے پولیس کی موجودگی کی وجہ سے۔

اسی طرح پوری national highways پر بھی violation of traffic کو یہ سختی سے monitor کرتے ہیں، چالان کرتے ہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے وہاں کے road accidents بھی کم ہوئے ہیں اور crime rate بھی کم ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں Education awareness کا

ایک پروگرام ہے جہاں پر Toll Plazas ہیں، مختلف جگہوں پر Drivers کو یا جو بھی ٹرک اڈے ہیں یا Taxi stands ہیں یہ موٹر وے پولیس وہاں پر جاکر ان کو brief کرتے ہیں regarding the laws خاص طور پر Motorway Police میں ایک Safety Wing بھی ہے اور ایک Database بھی ہے۔ جو بھی accidents ہوتے ہیں اس کی وہ تحقیقات کرتے ہیں cause of accidents کو بھی record کرتے ہیں اور آئندہ کے لیے کوشش کرتے ہیں کہ ان وجوہات کی وجہ سے کوئی accident نہ ہو اور اس کے علاوہ جو roads پر sign وغیرہ ہیں، کوشش کی جارہی ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ ہوں۔

جس طرح فرمایا گیا یہ بالکل درست ہے کہ وفاقی حکومت کی کوشش ہے، ایک National Highways Council 1979 میں establish کی گئی تھی اس کو دوبارہ review کیا گیا ہے اور اس کا notification بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں Communication Minister اس کے چیئرمین ہیں اور Minister for Health اس کونسل کے ممبر ہیں، Education Minister اس کے ممبر ہیں، تمام Transport کے provinces Ministers اس کے ممبران ہیں۔

ہماری کوشش یہ ہے کہ Licencing Authority ، جو Fitness Certificate issue کرنے کی authority ہے اور Registration issue کرنے کی جو authority ہے ان سب کو streamline کیا جائے۔ یہاں تک کہ اس بات کی proposal بھی ہے کہ اگر تمام provinces اس بات کی اجازت دیں، Revenue تمام provinces اپنے پاس رکھیں اور موٹر وے پولیس تمام provinces کے behalf پر licence issue کرے، گاڑیوں کی registration کا data اپنے پاس رکھے اور Fitness certificate بھی وہ لوگ دیں تاکہ موٹر وے پولیس جو ہر وقت وہاں پر موجود ہوتی ہے، اس کے پاس یہ record بھی رہے گا اور ایک unified طریقے سے تمام provinces میں licence بھی issue ہو سکیں گے، Fitness certificates بھی issue ہو سکیں گے اور registration بھی ہو سکے گی۔ اس میں crimes کو بھی control کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام تجاویز زیر غور ہیں اور اس سلسلے میں ورلڈ بنک کے اشتراک سے National Road Safety Council نے ہمیں فنڈز provide کیے ہیں۔ ایک

سیکرٹریٹ جنوری تک یعنی اسی مہینے میں قائم کرنے کا پروگرام تھا مگر تھوڑا سا delay ہو گیا۔ تمام posts advertise کر دی گئی ہیں اور اس سلسلے میں Traffic Consultants کو پاکستان کی بنیاد پر ہم appoint کر رہے ہیں اور وہ سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہوگا۔ تمام posts advertise کر دی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ہم traffic consultants appoint کر رہے ہیں۔ اس کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہوگا۔ جو باتیں میں نے یہاں کی ہیں' ہم کوشش کریں گے کہ ان سب کو اس سیکرٹریٹ کے قیام کے بعد تمام صوبوں میں implement کریں۔

جناب چیئرمین: شہزاد وسیم صاحب۔

سینیٹر شہزاد وسیم (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب والا! بہت شکریہ۔ جناب والا! اس میں' میں دو تین باتیں add کرنا چاہوں گا۔ بلاشبہ یہ ایک بڑا اہم subject ہے کیونکہ اس وقت حادثات کی وجہ سے جتنی قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں' یہ ایک alarming situation ہے۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعظم نے ایک خصوصی directive بھی جاری کیا تھا اور اس میں اسلام آباد ٹریفک پولیس کو ایک model traffic police کا درجہ دینے کی بات کی گئی تھی تاکہ یہاں کی پولیس ایک ایسا model بنے جسے بعد میں دیگر صوبوں میں بھی implement کیا جا سکے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس کی شروعات ہو چکی ہیں اور دو دن پہلے ہی وزیر اعظم نے اسے inaugurate کیا ہے۔

جناب والا! جب ہم حادثات کی بات کرتے ہیں تو تین چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ ایک traffic police, دوسری traffic engineering اور تیسری awareness and consulting ہے اور جب تک ان تینوں چیزوں میں کوئی تال میل نہیں ہوتی ہے' اس وقت تک ہم کوئی مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ جہاں تک traffic police کا تعلق ہے' اس میں motorway police کے ذریعے ایک ایسی بنیاد رکھ دی گئی ہے کہ جس کے بعد we have started believing ourselves کہ ہمارے جو systems ہیں' وہ improve ہو سکتے ہیں اور motorway police نے ہمیں ایک pattern set کرکے بتایا دیا ہے۔ اب اسی طرح اسلام آباد ٹریفک پولیس بھی اسی کام کو آگے لے کر چلے گی جس میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے اس

people friendly and civic oriented force وہ کرنا ہے کہ gear up کو اس لئے force ہو۔ یہ ایک change ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تنخواہ' دیگر مراعات standard, selection, duty hours, مناسب ہوں۔ ضرورت کے مطابق equipments پورے کیے جائیں۔ اس مرتبہ ان تمام چیزوں کو مہیا کیا گیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اسلام آباد ٹریفک پولیس کے حوالے سے اچھے نتائج دے پائیں گے۔

جناب والا! دوسری چیز traffic engineering ہے۔ ہم نے بڑے شہروں میں دیکھا ہے کہ traffic engineering نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف bottlenecks create ہوتی ہیں بلکہ دیگر مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اور اس سے traffic jam ہونے اور حادثات کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے اس پر بھی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ ان تمام جگہوں پر جہاں پر یہ bottlenecks create ہوتی ہیں' وہاں پر under passes and overhead bridges بنانے کا سلسلہ شروع ہے۔ اب traffic signalling کو بھی بہتر بنایا جا رہا ہے۔

تیسری چیز licensing ہے ۔ ہم نے یہاں licensing system کو بھی کافی improve کیا ہے اور اس سے ہمیں امید ہے کہ خاطر خواہ نتائج حاصل ہوں گے۔ ایک اہم چیز awareness and culture change ہے ۔ ہم نے VIP culture کا خاتمہ کرنا ہے اور اس مرتبہ بالکل clear instructions دی گئی ہیں کہ وہ کسی قسم کے دباؤ میں آئے بغیر اپنی ڈیوٹی سر انجام دیں۔ مختلف سکولوں کے بچوں کو بھی ہم نے اس awareness campaign میں شامل کیا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ syllabus میں بھی traffic کے قوانین کو شامل کیا جائے۔ ہم نے اسلام آباد ٹریفک پولیس کے زیر اہتمام مختلف workshops کا بھی انتظام کیا ہے۔ پچھلے دنوں ایک road safety walk بھی ہوئی تھی جس میں نہ صرف بچوں نے بلکہ ہمارے special children نے بھی بڑے جوش و خروش سے شرکت کی تھی۔ یہ وہ تمام اقدامات ہیں جن کے ذریعے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ایک بہتر traffic culture کی بنیاد رکھ سکیں گے جس سے حادثات کی شرح میں ضرور کمی ہو گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب انور بیگ۔

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, I would like to enquire from the junior Minister for Interior...

Mr. Chairman: Minister of State for Interior.

Senator Muhammad Enver Baig: Anyhow sir, Minister of State for Interior, I mean whatever the honourable Minister has just said, the something is very good..

جناب! ایک پولیس والے کا آپ یونیفارم change کر دیں۔ سب کچھ change کر دیں that is o.k. but the point is if that police constable or that officer has got no accommodation, no school for his children and he is getting a salary of 7000 or 8000 rupees of a month. How do you expect that man mentally he will be courteous to people when he knows back home کیسے وہ ذہنی طور پر کہ اس کا چولہا نہیں جل رہا ہے۔ He has got children to look after. They have got جو *mufry* of above 8000 to 10000 policemen for the Islamabad Police. Sir, I think to give that accommodation ہے پولیس کی وہ صرف 250 کے لیے ہے۔ man a mental piece of mind and to get performance of that man, you have to give him the basic facility. So, that when he leaves home at least he knows اس کا چولہا جل رہا ہے۔ And he has got a house for his kids but with Rs.5000or 8000 as his salary and he spends Rs.4000 as house rent and he got his children to look after. Sir, how do you expect from normal policeman to live a decent, honourable and honest life. So, I think the priorities of the government are totally wrong. They should first go for the rehabilitation for these police people. So, that they are mentally, absolutely fit to serve the people. I think by

changing uniform and this culture I don't think anything is going to be changed.

جیسا کہ میں نے آپ کو point of order پر کہا - Honourable Minister for Information was with 25 people yesterday, at a market buying *goshet*.

جناب! یہ culture اس طریقے سے ختم نہیں ہو گا۔

We have got to address the basic problems of these poor people. We have got to raise their salary, we have got to give them accommodation, we have got to give them education to their children, we have got to give them health care.

جب تک یہ facilities آپ نہیں دیں گے - You should not expect anything from a policeman on the streets. Thank you sir.

جناب چیئرمین، اب اس وقت چونکہ منسٹر بول چکے ہیں۔ بعد میں normally میرا خیال ہے کہ discussion نہیں ہوتی۔

Senator Dr.Shehzad Wasim:Sir, I would like to respond him.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Mr. Chairman! A Point of Order according to the Rules of Procedure is not a point of order merely to speak. Sir, according to the Rules of Procedure it is the practice that a member moves a motion then the resolution comes for discussion before the House. Motion under 194 come up before the House. Every member has the right to speak subject to your approval. They can speak, 10 members can speak, 20 members can speak and the normal procedure is that when there is no other member to speak on the subject then the Minister Incharge or Minister concerned, winds up the debate and reply

to all the comments made by the members and that finishes the debate. That is the concluding speech but in addition to that Mr. Shehzad Wasim was also a Minister and he also represents a Ministry.....

Mr. Chairman: He covers the Capital Territory.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: If we continue discussing after that then sir, there will be no end to it. That is not the procedure at least we should adopt the procedure. It is not a questions answers session and so far as this motion is concerned, I thought that this discussion had come to an end. The Minister Incharge had replied to it and then we should pass on to the other issue. But if we go on speaking on this motion after the conclusion then a member will speak, then Minister will reply, then a member will speak, then Minister will reply, there will be no end to it. Sir, this is not the procedure. We should adopt the procedure and we should proceed according to the Rules of Procedure what have been provided for us.

Mr. Chairman: I think, that is exactly what I also said when you got up to speak that the Minister has spoken, normally, we don't take discussion but when somebody raises a point of order, I don't know what they want to speak. So, it was the same issue, you have a very valid point and exactly what I have said while you were arising is that normally after the Minister has spoken, it is a conclusion. We don't entertain any further discussion because when I call the Minister, I have said I have no other speakers then I asked the Minister to speak, I said it at that time. So, I let.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، شکریہ جناب چیئرمین! جناب انہوں نے Education کی بات کی۔ یہ اچھا ہوا کہ آپ نے بھی correct کر دیا ادھر تین سال ہو گئے ہیں تو ابھی تک کم از کم یہ پتا ہونا چاہیے کہ Minister اور Minister of State کیا ہوتا ہے اور اپنی terminology invent نہیں کرنی چاہیے۔ Secondly VIP culture کی بات کرتے ہیں۔ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر بھی اگر اچھی change کے لیے ایک step اٹھایا جائے تو ہمیں اس کو ہمیشہ appreciate کرنا چاہیے۔ ہمیں presumptions پر نہیں رہنا چاہیے اور انہوں نے کیونکہ accommodation کا معاملہ اٹھایا ہے تو میں انہیں بتانا چاہوں گا۔

Mr. Chairman: Accommodation and also food...

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، جناب والا! ان کے duty hours بڑے reasonable ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت اس فورس میں بہت لوگ آنا چاہتے ہیں اور بڑا pressure ہے۔ باقی accommodation اور دوسرے مسائل کو بھی دیکھا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس direction میں اگر کوئی اچھا step لیا گیا ہے تو اس کو appreciate کرنا چاہیے۔

Thank you sir.

Mr. Chairman: Item No. 4. It stands in the name of Mr. Farhat Ullah Babar, please move the motion.

Motion

Privatization Policy of the Government.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Sir, I beg to move that this House may discuss the Privatization Policy of the Government.

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارا یہ motion آج کے دن کے لیے admit کیا اور میں اس بات پر بھی اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ privatization کے وزیر صاحب آج موجود ہیں۔ یہ انتہائی مناسب موقع ہے اس لیے کہ کل 31st January کو

Pakistan Steel Mill کے حوالے سے، pre-bid meeting ہوگی۔ اس سے پہلے اسی ایوان میں KESC کی نجکاری پر باتیں ہوئی تھیں ' PTCL کی نجکاری پر باتیں ہوئی تھیں اور پاکستان سٹیل مل کی نجکاری کے حوالے سے بھی یہاں ادھوری بحث ہو چکی ہے ۔ ہم نے اس وقت بھی کہا کہ کہ ہم as such privatization کے خلاف نہیں ہیں لیکن جس انداز میں حکومت privatization کر رہی ہے اس پر ہمارے شدید تحفظات ہیں

and I must acknowledge Mr. Chairman! the comments of the honourable Minister for Privatization which he made during the discussion in this House on the privatization of KESC

جس میں انہوں نے یہ admit کیا تھا کہ honourable people can also disagree. So, آج جب ہم ان کے ساتھ disagree کرتے ہیں تو

I hope he stands by his words that we are all honourable people and we disagree with him on the privatization, the manner in which he has undertaken the privatization.

اور جناب والا! ہم کیوں ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں۔ آپ دیکھیے پچھلے سال PTCL کی privatization ہو گئی تھی ' announce ہوگیا اور ایک bidder *Itesalat* منتخب ہوگیا' اتصالات نے ایک قیمت offer کی اور پھر ان سے کہا گیا کہ آپ 100 million Dollars earnest money جمع کرائیں اور تقریباً 260 million Dollar پہلی instalment جمع کرائیں ۔ یہ فیصلہ ہوگیا' معاہدے پر دستخط ہوگئے' آخری تاریخ غالباً جولائی کے ماہ کی تھی ' اتصالات نے رقم جمع نہیں کرائی۔ حکومت پاکستان نے Privatization Commission نے یکطرفہ طور پر میعاد بڑھا دی اور کہا کہ اگست کی فلاں تاریخ تک آپ یہ رقم جمع کرا دیں۔ یہ میعاد بھی گزر گئی ' اتصالات نے رقم جمع نہیں کرائی۔ پھر حکومت پاکستان نے ایک اور توسیع دے دی اور کہا کہ آپ 18 یا 28 اکتوبر تک یہ رقم جمع کرا دیں۔ جناب چیئرمین! تین بار توسیع دی گئی کہ سو ملین ڈالر اور دو سو ساٹھ ملین ڈالر معاہدے کے مطابق اتصالات جمع کرائے ' 28 اکتوبر 2005 کی تاریخ بھی آئی اور گزر گئی ' اتصالات نے رقم جمع نہیں کرائی ۔ جناب والا قانون کے

مطابق تو اس وقت یہ فیصلہ ہونا چاہیے تھا کہ ان کی رقم کو ضبط کرکے دوبارہ bids invite کی جاتیں اور نجکاری کا عمل یوں آگے بڑھتا لیکن ایسا نہیں ہوا اور اکتوبر کے بعد ہمارے محترم وزیر نجکاری کے یو اے ای کے دورے شروع ہوگئے ' ان دوروں کے بعد 6 جنوری کو عید سے چند روز پہلے جب لوگ عید کی چھٹیوں کے لیے جا رہے تھے تو Cabinet Committee on Privatization نے ایک نیا privatization کا معاہدہ اتصالات کے ساتھ approve کر دیا اور جو press release جاری ہوئی---

(اس مرحلے پر اذان آئی)۔

Mr . Chairman: Would you like to continue your speech after the Maghrib prayers ?

سینیٹر فرحت اللہ بابر، مغرب کی نماز کے بعد باقی تقریر کروں گا۔

Mr . Chairman: We will adjourn for the *Maghrib* Prayers and reconvene at 5 minutes past six.

[The House was then adjourned for Maghrib prayers to reconvene at five past six].

(نماز مغرب کے بعد کے اجلاس کی کارروائی)

[The House was re-assembled at 6.20 p.m. after Maghrib Prayers with Mr. Chairman, Mr. Mohammedmian Soomro in the chair.]

سینیٹر فرحت اللہ بابر ، حکومت کی privatization policy پر اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے ' میں عرض کر رہا تھا کہ جب last year PTCL کی privatization اتصالات کے ساتھ طے ہو گئی تھی اور انہوں نے 100 million dollars اور 259 million dollars جمع کرا دیئے تھے اور باقی رقم انہوں نے 28 اگست تک جمع کرنی تھی جو انہوں نے جمع نہیں کرائی۔

قاعدے کی رو سے تو یہ deal cancel ہو کے نئی bids invite ہونے چاہییں تھیں لیکن چند وجوہات کی بنا پر جن کا ہمیں علم نہیں ہے، حکومت نے ' اتصالات ' کو ایک مہینے کی مزید مہلت دی ۔ وہ مہلت بھی گزر گئی اور ' اتصالات ' نے باقی ماندہ رقم اس extended period میں پھر بھی جمع نہیں کی۔ اب بھی ایک موقع تھا کہ حکومت اس deal کو cancel کرتی اور جو 360 million dollars انہوں نے جمع کیے تھے وہ forfeit کرتی لیکن حکومت نے ایسا نہیں کیا اور تیسری توسیع دی گئی 28 اکتوبر تک ۔ 28 اکتوبر 2005ء بھی آگیا اور گزر گیا لیکن اتصالات نے رقم جمع نہیں کی۔ اس کے باوجود جناب چیئرمین! bid cancel نہیں کی گئی اور privatisation کے فاضل وزیر نے ان کے ساتھ دوبارہ گفت و شنید شروع کردی۔

جناب چیئرمین! عید سے چند روز قبل 6 جنوری کو Cabinet Committe of Privatisation نے یہ اعلان کیا کہ ہم نے اتصالات نامی کمپنی کے ساتھ گفت و شنید کے بعد سودا مکمل کر لیا ہے لیکن کیسے؟ اگر آپ کی اجازت ہو تو ان کی press releases جو جاری ہوئی تھیں اس میں سے چند ایک الفاظ پڑھتا ہوں ۔ "The Cabinet Committee on privatisation today approved a slightly amended transactions structure for the privatisation of PTCL. " Slightly amended transaction structure.

گویا جناب چیئرمین! جو پہلا transaction structure تھا اور جس کی رو سے اتصلات نے رقم جمع کرانی تھی وہ اب change ہو گیا اور حکومت کے کہنے کے مطابق slightly amended ہمیں کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ slight amendments کیا تھیں لیکن جو transaction structure تھا وہ تبدیل ہو گیا۔ 6 جنوری کو یہ خبر آئی کہ حکومت نے slightly amended transaction structure approve کر لیا۔

اس بیان میں جناب چیئرمین! یہ بھی کہا گیا کہ جو پہلی transaction تھی وہ مقررہ وقت کے اندر مکمل نہیں ہو سکی تھی۔ کوئی وجہ نہیں بتائی گئی تھی کہ وہ مقررہ وقت کے اندر مکمل کیوں نہیں ہو سکی تھی۔ یہ خبر آئی جناب چیئرمین! اس کے بعد عید کی چھٹیاں تھیں، سینیٹ کا اجلاس نہیں تھا۔ ہم نے پھر بھی احتیاطی طور پر جو سوالات ذہن میں اٹھتے تھے وہ Senate میں Question Hour کے لیے سینیٹ سیکرٹریٹ میں جمع کر دیئے لیکن مزید احتیاط برتتے ہوئی

جناب چیئرمین! ہم نے Privatisation Commission کے فاضل وزیر کو ایک خط بھی لکھا اور اس خط میں ہم نے ان سے یہ کہا کہ اگرچہ ہم سینیٹ کے ممبر آپ سے یہ سوالات پوچھنا چاہتے ہیں اور سوال پوچھنے کا ذریعہ تو سینیٹ سیکرٹریٹ ہے لیکن چونکہ عید کی چھٹیاں ہیں' سینیٹ کا اجلاس نہیں ہو رہا' میں آپ کو advance یہ سوالات بھیج رہا ہوں اور آپ مہربانی کر کے ceremonies پر کھڑے نہ ہوں کہ جی یہ سینیٹ سکرٹیریٹ سے سوال آئے گا وہاں admit ہوگا پھر ہم جواب دیں گے۔ ہم نے کہا جناب عالیٰ! یہ transparency کی بات ہے' accountability کی بات ہے تو آپ مہربانی کر کے ہمیں سینیٹ سکریٹیریٹ سے سوالات آنے سے پہلے اگر ہمیں جواب دیں سکیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

یہ خط جناب چیئرمین! 14 جنوری کو Privatisation کے فاضل وزیر کو بھیجا گیا۔ آج 30 جنوری ہے' 16 دن گزر گئے ہیں۔ ہمیں ابھی تک ان اٹھائے گئے سوالات کے جوابات نہیں دیئے گئے ہیں۔ ہم نے یہ پوچھا تھا کہ اتصلات پہلی bid میں دی گئی terms and conditions کیوں fulfil نہیں کرتی تھی؟ آخر کیا وجوہات تھیں؟ جناب والا! اتصلات bidder تھا اور اسے تمام صورت حال کا علم تھا۔ اگر وہ ان conditions کو fulfil نہیں کر سکتی تھی تو اس کی کیا وجوہات تھیں؟

دوسری بات ہم نے یہ پوچھی تھی کہ اب جو آپ نے slightly amended transaction structure improve کیا ہے' یہ slightly amended کیا ہے؟ کیا قیمت مقرر کی ہے؟ کیا terms and conditions ہیں؟ ہمیں ذرا نئے slightly amended structure کی تفصیلات بتا دیں۔ اس کے ساتھ ہم نے یہ پوچھا تھا کہ نئے transaction structure اور پرانے transaction structure میں کیا material فرق ہے؟ جناب والا! ہم نے finally پوچھا کہ اگر نیا transaction structure اتصلات کو offer کر رہے ہیں تو پہلی bidding میں تین bidders تھے' اس لئے ہو سکتا ہے کہ باقی دو bidders بھی کہیں کہ نیا structure ہمیں بھی منظور ہے۔ کیا آپ نے ان دو دوسرے bidders کو جو جون 2005 میں ناکام ہوئے تھے' انہیں آپ نے نیا transaction structure دکھایا تھا؟ کیا آپ نے ان سے No Objection Certificate لیا تھا؟ کیا انہوں نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی کہ ہمیں یہ نیا transaction

structure بھی منظور نہیں ہے؟ جناب والا! یہ بڑے اہم سوالات اٹھے تھے۔

جناب چیئرمین! سوال یہ تھا کہ اس دوران یہ خبریں بھی گردش کر رہی تھیں کہ اتصلات اس لئے پیچھے ہٹ رہی ہے کہ انہوں نے اس کی قیمت ہی زیادہ لگائی تھی ۔ جناب چیئرمین! جہاں تک میری معلومات ہیں، اس طرح کی خبریں درست نہیں تھیں اور یہ inspired خبریں تھیں۔ اتصلات بہت بڑی کمپنی ہے۔ ان کے اپنے financial experts ہیں۔ انہوں نے اس سارے سودے کو evaluate کیا تھا۔ یہ کہنا کہ اب ان کو خیال آیا کہ ہم نے overbid کیا ہے، یہ درست نہیں ہو سکتا ہے۔ بعد میں ایک اور خبر چلی کہ اتصلات کا خیال یہ ہے کہ PTCL کے ملازمین کے ساتھ انتظامیہ کا جو جھگڑا چل رہا ہے، شاید وہ جھگڑا ہمیں مہنگا پڑے گا۔ جناب چیئرمین! یہ بھی درست نہیں ہے۔ اتصلات اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ PTCL کے ملازمین اور انتظامیہ کے درمیان کیا جھگڑا ہے؟ جناب چیئرمین! سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اتصلات نے over bid کیا تھا تو پھر کیوں اتصلات نے over bid کیا تھا؟ میں یہ نہیں کہنا چاہتا لیکن جناب چیئرمین! یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ ان کو پہلے سے اس بات کا علم تھا کہ ہم over bid کریں گے تاکہ contract ہمیں مل جائے اور ہم جب over bid کرکے ایک دفعہ contract لے لیں گے تو پھر حکومت پاکستان اور Privatisation Commission کو اس باتپر مجبور کر سکتے ہیں اور کریں گے کہ اس contract کو، اس bid کو دوبارہ negotiate کیا جائے۔ جناب والا! یہ سوال پیدا ہوتا ہے اور یہ سوال ذہنوں میں اٹھے گا اور ہمیں اس سوال کا جواب چاہیے کہ اگر اتصلات اپنے معاہدے سے منحرف ہو گئی تو حکومت پاکستان نے اس bid کو cancel کیوں نہیں کیا؟ اگر حکومت پاکستان نے اس bid کو cancel نہیں کیا تو دوسرے bidders کو ان کی شرائط کیوں نہیں دکھائی گئیں؟ اب جو slightly alter transaction structure ہے، اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ اس میں حکومت پاکستان نے ان کی کون سی نئی شرائط مانی ہیں اور اس سے over all privatisation کا جو structure ہے، وہ اب کیسے متاثر ہوگا؟ جناب چیئرمین! یہ سوال اس لئے بھی اہم ہے کہ Privatisation Commission نے ایک بڑی مستند کمپنی کو hire کیا تھا جو اسے PTCL کی transaction میں guide کرے گی۔

Mr. Chairman: Please, hear the honourable member.

سینیٹر فرحت اللہ بابر : غالباً اس کمپنی کا نام GP Margan تھا اور اگر ہماری اطلاعات درست ہیں تو ان کو ایک بلین روپے کے عوض hire کیا گیا تھا I may be wrong but this is what was reported. کمپنی کو اتنی بھاری قیمت پر hire کرنے کے باوجود PTCL کی privatization کا سودا جو تھا وہ حکومت کو change کرنا پڑا unilateraly ۔ جناب چیئرمین! جس طرح شروع میں دوسرا میں نے عرض کیا تھا کہ کل ۳۱ تاریخ کو پاکستان سٹیل مل کی privatization کے لیے اسلام آباد میں pre-bid meeting ہوگی ۔اس ایوان میں پہلے بھی یہ بات اٹھائی گئی تھی کہ privatization کے لیے جو مصارف criteria ہے وہ تو یہ تھا کہ یہ concern یہ کارخانہ یہ organisation نقصان میں جا رہا ہو ' لیکن جناب چیئرمین! خود حکومت کے دعویٰ کے مطابق اب یہ نفع میں جا رہا ہے اور ہمیں اس بات پر اطمینان ہے اور اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ پاکستان سٹیل مل is now running in profit دوسرا خدشہ یہ تھا کہ اس کے ملازمین جو ہیں وہ حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں لیکن ہم نے وہ بھی دیکھا کہ پہلے 25000/ تھے اب وہ کم ہو کر 13000/ رہ گئے ہیں۔تو over staffing کا بھی مسئلہ نہیں ہے ۔ profitability کا مسئلہ نہیں ہے ۔تو پھر آپ اتنی عجلت میں کیوں privatization کر رہے ہو ' برطانیہ میں جب privatization ہو رہی تھی تو مارگریٹ تھیچر نے اپنی سٹیل مل کی privatization کے لیے آٹھ سال لیے تھے ۔ ہمیں کیا جلدی ہے کہ ایک سٹیل مل جو profit میں جا رہا ہے۔اس کے ملازمین کا مسئلہ نہیں ہے ۔ Why should we commit ourselves to privatization in three or four month ? When it has taken several long years in a country like U.K. جناب چیئرمین! جب سے تشویش ناک خبر آئی ہے اور میں آپ کی وساطت سے چاہوں گا کہ privatization کے فاضل وزیر اس کا نوٹس لیں اور اس کا جواب دیں۔ جو اس کا تشویش ناک پہلو سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ اب bidder کو پاکستان سٹیل مل کے 75 % share offer ہوں گے ۔ جناب چیئرمین ! پہلے 50 % سے کم تھے اور management transfer تھی ۔ اب خبر آئی ہے کہ ان کو 75% جو حصص ہیں ان کو دیئے جائیں گے۔جناب

چیئرمین! خبر بڑی مختصر تھی لیکن 75% حصص کا مطلب یہ ہے کہ جو نئی managements ہے وہ اس Memorandum of Association کو یکسر آئین کی طرف تبدیل کر سکتی ہے ۔ اب اگر واقعی پاکستان سٹیل کے 75% share on sale پر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ سٹیل مل جو نئے bidder کو دیا جائے گا وہ بڑے آرام سے اس Mamorandum of Association کو تبدیل کر سکتا ہے جس طرح یہاں آئین میں تبدیلی ہوئی اور اگر وہ میمورنڈم آف ایسوسی ایشن میں تبدیلی کرکے یہ کہے کہ ساڑھے چار ہزار ایکٹر جو زمین مل رہی ہے ۔اگر وہ میمورنڈم آف ایسوسی ایشن کو تبدیل کرکے کہے کہ ہم آئندہ سے سٹیل نہیں بنائیں گے۔ہم یہاں پلاٹ بنا کر بیچیں گے ۔یہاں پر ہم کوئی ڈزنی لینڈ بنائیں گے تو ان کو اس بات کا اختیار ہوگا۔ایک دفعہ ان کو 75% حصص دے دیئے تو پھر ان کو اختیار ہے کہ وہ تمام structure کو تمام قانونی ڈھانچے کو اپنے ووٹ کے ذریعے تبدیل کرسکیں۔جناب چیئرمین! ہماری گزارش یہ ہوگی کہ اب کل جو meeting ہو رہی ہے ۔اس سے پہلے فاضل وزیر صاحب اس ایوان کو اعتماد میں لے لیں اور ہمیں ضرور بتائیں کہ پاکستان سٹیل مل کی privatization اتنی عجلت میں کیوں کی جا رہی ہے ۔جناب والا! ہم privatization کے مخالف نہیں ہیں لیکن جس طریقے سے privatization ہو رہی ہے اس طریقے کے مخالف ہیں۔ہم ان lacuna کی نشاندہی کر رہے ہیں۔جو ان کے privatization کے طریقے کار میں اب تک سامنے آئی ہے۔جناب چیئرمین! privatization ہی کے ساتھ ایک اور issue بھی ہے اور وہ privatization ہی سے متعلقہ ہے۔وہ یہ ہے کہ اگر privatization میں وہ یہ ہے کہ اگر نجکاری میں آپ state units کو disinvest کرتے ہیں' privatize کرتے ہیں' سرکاری اداروں سے کام نہیں کراتے خواہ وہ construction ہو' manufacturing ہو' industry ہو اور آپ وہ پرائیویٹ اداروں کو دینا چاہیں that is good enough لیکن جناب چیئرمین! آپ غور کریں کہ پھر آپ دوسری جانب کیوں پرائیویٹ اداروں سے کام لے کے ریاست کے اداروں کو دے رہے ہیں ۔ اگر آپ واقعی نجکاری کرنا چاہتے ہیں تو ریاست کے اداروں کے پاس اس وقت جو کام ہے اسے تو آپ پرائیویٹ اداروں کو دیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ state sector میں جو profitable concerns ہیں ان کو تو آپ پرائیویٹ سیکٹر میں اونے پونے داموں بیچ رہے ہیں اور دوسری جانب پرائیویٹ سیکٹر میں جو profitable ventures ہیں

وہ آپ quietly state sector کو transfer کر رہے ہیں اور معلوم ہے کہ وہ کیسے کر رہے ہیں وہ ایسے کہ اسی سینیٹ میں پچھلے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا ' فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن (FWO) state کا ایک ادارہ ہے اس کو پرائیویٹ ٹھیکے دیے گئے ۔ 94 ٹھیکوں میں سے ان کو 37 ٹھیکے ایسے دیے گئے جن میں bids invite نہیں کی گئیں۔ ریاست کا ایک دوسرا ادارہ National Logistic Cell ہے۔ اس کو بھی پرائیویٹ سیکٹر سے کام لے کر toll plaza پر toll collection کا کام پرائیویٹ ٹھیکیداروں سے لے کر ریاست کے اس ادارے NLC کو دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمیں اسی سوال کے جواب میں بتایا گیا تھا کہ ہم نے یہ کام پرائیویٹ ادارے سے لے کر ریاست کے ادارے کو اس لیے دیا' یہ سینیٹ کے ریکارڈ کی بات ہے میں off the head بات نہیں کر رہا' یہ اس لیے دیا گیا کہ بہت دور دراز پہاڑی علاقوں میں کام ہوتے ہیں' وہاں پرائیویٹ ٹھیکیدار نہیں جاتا ' اس کے لیے بڑی مشکلات ہوتی ہیں تو ہمیں بادل ناخواستہ بغیر tender invite کیے ان اداروں کو یہ ٹھیکے دینے پڑتے ہیں لیکن جب ہم نے پوچھا کہ ہمیں فہرست بتائی جائے کہ کون کون سے projects آپ نے ان کو دیے ہیں تو کراچی ناردرن بائی پاس کا پروجیکٹ' جس کی قیمت ڈھائی بلین ہے وہ بھی ان کو دیا گیا ہے گویا ان کے کہنے کے مطابق کراچی میں کوئی پرائیویٹ ٹھیکیدار یہ کام کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ جب مزید سوال کیے تو معلوم ہوا کہ toll plaza پر جو collection تھی وہ تین پرائیویٹ ٹھیکیداروں سے لے کر ان کو دیا گیا' NLC کو دیا گیا FWO کو دیا گیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نجکاری کر رہے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ آپ FWO and NLC جو سرکاری ادارے ہیں ان سے آپ پرائیویٹ کام نہ کروائیں بلکہ ان کے پاس جو پروجیکٹس ہیں وہ بھی آپ tender کرائیں اور پرائیویٹ ٹھیکیداروں کو دیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ پرائیویٹ جتنے بھی کام ہیں آپ بغیر tenders invite کیے ان کو دیے جا رہے ہیں ۔ دوسری جانب جو government sector کے projects ہیں' جو منافع میں چل رہے ہیں' ان کو آپ اونے پونے داموں بیچ رہے ہیں تو اس لیے ہماری گزارش یہ ہے کہ privatization انتہائی سنگین معاملہ ہے ' بہت ہی بھاری سوالات پیدا ہوتے ہیں اور ان سوالات کا spectrum بڑا wide ہے ۔ اس میں یہ تمام چیزیں آ جاتی ہیں کہ آپ بعض نیم فوجی

اداروں کو کیوں پرائیویٹ ٹھیکے دیتے ہیں ۔ اس ایوان میں یہ سوال پیدا ہوا تھا ' فوجی فاؤنڈیشن کے متعلق سوال آپ کے علم میں ہے and I can't help referring to that time and again, I am sorry for that but these are important issues. اس وقت جب Fauji Foundation کا ذکر آیا تو ہمیں کہا گیا کہ یہ تو private ادارہ ہے۔ جناب والا! private ادارہ تھا تو دوسرے سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اس کو 5 billion rupees کی subsidy دی گئی تھی اور کیوں دی گئی تھی' اس لیے دی گئی تھی کہ 1988 کی fertilizer policy پر عمل درآمد نہیں ہوا تھا۔ ہم نے پوچھا کہ اگر policy پر عمل درآمد نہیں ہوا تو گدون آمازئی میں بھی عمل درآمد نہیں ہوا تھا ' وہاں بھی تو آپ نے بجلی سستے کم قیمت پر دی تھی اور بعد میں آپ نے معاہدہ منسوخ کر دیا' وہاں تو آپ نے کسی کو compensate نہیں کیا۔

جناب والا! میں اس بات میں نہیں پڑنا چاہتا ' اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ میں ان چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ جس انداز میں ation ہو رہی ہے یہ قطعاً transparent نہیں ہے ۔ اس میں ہمیں accountability کا کوئی پہلو نظر نہیں آ رہا۔ یہ lopsided ہے۔ Lopsided اس لیے ہے کہ ایک طرف تو privatization ہو رہی ہے' نجی مالکان کے حوالے کیا جا رہا ہے اور دوسری جانب very quietly نجی ٹھیکوں اور کاموں کو state sector کے حوالے کیا جا رہا ہے ۔ میں اسی کے ساتھ جناب چیئرمین! اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میری آپ کی وساطت سے گزارش ہو گی کہ فاضل محترم وزیر Privatization جو سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کا جواب دیں اور پاکستان کی ملکیت کی privatization ہر گز عجلت میں نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب اسحاق ڈار۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ ۔ میرے colleague جناب فرحت اللہ بابر نے بڑی تفصیل کے ساتھ جو چند privatizations ہوئی ہیں ان کا ذکر کیا اور اگر آپ ان تمام چیزوں کو analyse کریں اور اس House کا record اٹھا کر دیکھیں تو ہم بخوبی اور آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ اس House کی جو importance ہے اور اس کے

ساتھ جو beforehand چیزیں discuss کرنی چاہییں اور اس سے مشورہ لینا چاہیے وہ نہیں ہو رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ UBL سے معاملہ شروع ہوا' تین bidders تھے' اس کو rebid کروایا گیا۔ ایک precedent set ہو گیا کہ جو best bidders ہیں اس میں rebidding ہو گی اور 8 ارب سے معاملہ 12 ارب پر چلا گیا۔ پاکستان کے خزانے میں پیسے بہتر آئے' اس House میں criticism ضرور ہوا کہ جناب ! جو procedure laid out تھا bid کے لیے اس سے departure اختیار نہیں کرنا چاہیے تھا اور Opposition اس وجہ سے خاموش ہو گئی کہ چلیں 8 ارب کی بجائے 12 ارب روپے آ گئے۔ حالانکہ ایک اصول کے مطابق جیسے فرحت اللہ بابر صاحب نے کہا اور اس میں PTCL کا بھی ذکر آئے گا کہ اگر ہم ایک privatization کرتے ہیں' ایک procedure laid out ہے' اس کو follow نہ کریں تو یقیناً اس میں internationally question mark آتے ہیں کہ جی اپنے کسی کو نوازنے کے لیے' اگر وہی bidder ہے' اس نے 12 ارب بعد میں دیا تو اس نے پہلے 12 ارب کی bid کیوں نہ کی۔ چلیں ایک precedent set ہو گیا کہ آئندہ banks اس طرح privatize ہوں گے لیکن ہم نے دیکھا کہ جو next bank privatize کیا گیا جو حبیب بنک ہے ' اسی House کے minutes موجود ہیں' میرے سمیت کئی ممبران نے اپنے views اس پر دیے کہ last minute اس میں بھی changes کی گئیں۔ ایک وہ بنک جو تین گنا UBL سے بڑا تھا جس کی price بلا شبہ 12 ارب کی بجائے 36 ارب ہونی چاہیے تھی' چاہے آپ اس کو fix asset کے حوالے سے compare کریں یا اس کو deposit کے حوالے سے compare کریں' چاہے آپ اس کو profit earning ratio کے حوالے سے compare کریں' تینوں جو criterian تھے اس حساب سے ایک thumb rule تھا کہ کم از کم اس کے ساڑھے پانچ سو سے' چھ سو ملین ڈالر پاکستان کو وصول ہونے چاہییں۔ ہم نے دیکھا کہ تین bids ہوئیں اور اس میں جو earlier precedent تھا' ہم expect کر رہے تھے کہ ابھی اسی طرح procedure ہو گا کیوں کہ maximum bid اس میں 382 million dollar کی تھی as against an expected price of ساڑھے پانچ سے چھ سو ملین ڈالر تو ہم نے expect کیا کہ hopefully وہی لائحہ عمل follow کیا جائے گا جو UBL میں ہوا اور جو best bidders ہیں ان کو بٹھا کے ان کی rebidding آپس میں بولی کروائی جائے گی یہ 382 million hopefully

ساڑھے پانچ سو' چھ سو ملین ڈالر مل جائیں گے۔ House اس وقت session میں تھا۔مجھے یاد ہے کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جناب! حکومت کسی بھی صورت میں 382 million dollar میں خدا کے لیے بنک نہ بیچے۔ It will be almost causing a loss of at least 200 million dollar to exchequer of Pakistan. ہمیں یہاں assurance دی گئی کہ جناب! کوئی rush نہیں ہوگا' اس پر ہم باقاعدہ مشورہ کریں گے اور بعد میں یہ information دی گئی جب House prorogue ہو گیا 48 گھنٹوں کے اندر اندر' ایک information public ہوئی کہ چند دن پہلے' جیسا کہ PTCL کے معاملے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند دن پہلے ایک amendment کی گئی کہ جناب! even 382 million dollar کی بھی دو installments کر دی گئیں کہ آدھی آپ ابھی pay کر دیں یعنی 11 ارب روپے ابھی دے دیں جبکہ UBL 12 ارب روپے cash دے کر handover ہوا اور یہاں پر 11 ارب ابھی دے دیں اور 11 ارب آپ دو سال کے بعد interest کے ساتھ دے دیں۔ جناب! بہت آسان کام ہے۔ جو buyer ہے وہ تو میرے خیال میں it was the deal of a century, in my opinion that Habib Bank جو کہ 600 million dollar میں جانا چاہیے تھا' 382 million dollar میں گیا اور آدھے پیسے ابھی لینے ہیں اور آدھے بعد میں بنک سے کما کر دینے ہیں' dividend لے کر وہی پیسے آپ واپس کریں گے۔ یہ ہمارے ساتھ دوسری زیادتی اور مذاق تھا۔ Assurance دی گئی جناب! آپ کو یاد ہے' اس وقت کے وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب نے یہاں پر assurance دی کہ اب جو ہوگیا' ہوگیا آئندہ ہاؤس کو confidence میں before hand لیں گے۔ یہاں debate کروائیں گے' لوگوں کے views سنیں گے اور جو ملک کے فائدے میں اور بہتری میں ہوگا وہ کیا جائے گا۔ ایک دفعہ پھر ہم نے دیکھا کہ KESC میں وہی تماشا ہوا۔ House کو confidence میں نہیں لیا گیا اور اس کی جو position ہے جیسے فرحت اللہ بابر صاحب نے فرمایا کہ اس ہاؤس کو کچھ پتا نہیں کہ exactly کیا position ہے۔

اب جو PTCL ہے' میں repeat نہیں کروں گا وقت بچانے کے لیے' فرحت اللہ صاحب نے اس کی پوری تفصیل دی ہے' کب کیا ہوا' کس طرح ہوا؟ At the end of the day جو ایک چیز اس میں missing ہے اور جو market rumours اور کچھ خبریں float کر رہی ہیں'

میں honourable Privatization Minister سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ یہ consider کر رہے ہیں کہ حبیب بنک کی طرح دس installments میں ان سے پیسے لیں۔ جناب! اگر یہ واقعی درست ہے تو it will be a fundamental departure from the bid documents and it will be appropriate as Farhatullah Babar sahib نے فرمایا کہ it is a پھر بہتر ہے کہ کم از کم دوسرے دو bidders کو confidence میں لیا جائے کہ major departure. آپ ایک lump sum میں 2.6 billion dollar وصول کرتے اور میرے نزدیک یہ حکومت ذمہ دار ہے اس ڈیل کے خراب ہونے میں۔ اب تک جو کچھ ہوا ہے' آپ foreign investors کو blame اس لیے نہیں کر سکتے کہ شاید یہ confidence میں ہم سے share کریں یا نہ کریں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ PTCL میں جو audit department کے لوگ تھے' جو نشاندہی کر رہے تھے مختلف لوٹ مار کی وہاں پر' particularly after the privatization bidding تو foreign investor کے assets کو جب نقصان ہو رہا تھا تو انہوں نے اس کو terminate کروایا۔ جب وہ termination order issue ہوا' یہ deny کریں کہ میری information غلط ہے کہ foreign investor نے ان کو خط لکھا کہ اگر آپ اس who is the head of Audit in PTCL, کو individual اگر آپ اس کو reinstate نہیں کریں گے تو

we will cancel this bid. This they could not tolerate and not only the matter ends here, sir. The foreign investor even sent them a draft letter, what to write to that employee of the PTCL for reinstatement.

جناب! اس میں ایک full stop, ایک comma, ایک لفظ change نہیں کیا گیا۔ جناب! یہ ایسی غلطیاں اور حماقتیں انہوں نے کیوں کیں۔ ظاہر ہے second best bidder جو ہے' اور اس میں فرق اتنا بڑا ہے کہ کوئی بھی bidder ہو they might be repenting کہ ہم نے اتنی بڑی bid جیسا کہ فرحت اللہ صاحب نے کہا کہ over price یا over bid.... اگر دوسری bid نزدیک نزدیک ہوتی تو شاید ان کی بھی اپنے ملک میں accountability ہو رہی ہوگی۔ ان کو تو کوئی راستہ یا کوئی excuse چاہیے اس میں سے exit کرنے کا۔ اب again, PTCL stock میں

exchange کے حوالے سے جو کچھ ہوا وہ بھی minutes اٹھا کر دیکھیں، میں نے عرض کیا تھا کہ fair price, اس کی prophecy claim میں کوئی نہیں کر رہا، آپ minutes اٹھا کر دیکھیں کہ if we get the fair price, it should be around 2.5 billion. میں نے کوئی ہوا میں بات best price had gone to 1.5 dollar. You are paying اس کی نہیں کی تھی ۔ management share and management control, so it was accepted to be around 2.5 billion and I think میری جو speech تھی before even the bidding the figure came out to be very close, the best الحمد للہ took place on PTCL bid but the second bid was much much below. اس حوالے سے حکومت کو چاہیے تھا کہ بڑے محتاط طریقے سے یہ proceed کرتے ۔ They should have made sure یہ ویسے بھی ایک امانت ہے، جب آپ نے ایک چیز کو bid کردیا، اب اس میں کسی چیز کی tempering کرنی غلط ہے کیونکہ bid documents میں یہ موجود ہے،

again let them deny if I am wrong that you will not change the senior staff of the PTCL after this bid. S[illegible] tried to temper with the head of the audit department and they were looking for an exit.

ابھی یہ ہم سے share کریں اور اگر یہ خبر واقعی سچی ہے کہ 10 yearly instalment پر یہ معاملہ hand over کرنا چاہتے ہیں تو then the net present value is going to be very different. They should not take a refuse کہ جی اس میں چار سو ملین ڈالر کا interest No. They have to give a levelled playing field ۔ ہمیں نقصان ہوگا۔ یا پانچ سو ملین کا to the foreign investors, it is going to erode the confidence of the foreign investors. کہ یہاں پر پہلے فیصلہ ہو جاتا ہے پھر اس کو implement کرنے کے لئے جو جو کوشش ہوتی ہے، Rules and Regulation کو meet کرنے کے لئے CCOP کی میٹنگ بھی ہو جاتی ہے۔ فیصلے پہلے ہو چکے ہوتے ہیں۔ حبیب بنک میں بھی یہی معاملہ تھا۔ یہاں پر assurance دینے کے باوجود ہم نے 382 billion and half پیسے لے کر ہم نے بنک ان کے حوالے کر دیا۔ بجائے اس کے کہ دو سو ملین ڈالر اور پاکستانی خزانے میں آتا۔

اسی طرح جیسے میں نے کہا کہ میں repeat نہیں کروں گا لیکن اگر یہ واقعی حقیقت ہے کہ پی ٹی سی ایل میں اب گورنمنٹ کا کوئی arrangement ہو رہا ہے، کیونکہ فرحت اللہ بابر صاحب نے جو wording استعمال کی، وہ تو ہے کہ

there is some alteration. Sir, if it is going to be 10 by annual or yearly instalments. If it is a massive alteration and if this is the case I think they must share it with the two other bidders and if they are willing to participate, they give an equal opportunity and then take a decision in the national interest. Thank You Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج سینیٹ بڑے اہم قومی اور معاشی مسئلے کے اوپر بحث کر رہا ہے۔ یہ بحث long over due تھی۔ جیسا کہ میرے بھائی اسحاق ڈار صاحب نے کہا اور میں یہ بات بہت دکھ سے کہہ رہا ہوں اس لئے کہ وزیر Privatisation ایک نفیس انسان ہیں۔ ذاتی تعلقات اور دوستی اپنی جگہ، لیکن جہاں معاملہ ملک کے مفاد اور قوم کے مفاد کا ہو، ہماری جوابدہی اللہ کے سامنے ہے، انسان کی سامنے نہیں۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ شوکت عزیز صاحب نے بھی اور انہوں نے بھی جس وقت حبیب بنک پر ہم نے گفتگو کی ہے انہوں نے یہاں پر وعدہ کیا تھا کہ privatisation policy پر مفصل بحث ہوگی۔ ذاتی طور پر مجھ سے دونوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو اس سلسلے کا سارا میٹریل بھیج دیں گے۔ شوکت عزیز صاحب نے ایک printed glossary brochure مجھے ضرور بھیجا لیکن اس میں جو حقیقی مسائل اور معاملات زیر غور تھے ان کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس کے بعد میں نے اس ایوان میں کم از کم دو بار یہ آواز اٹھائی کہ جب ہاؤس میں یہ assurance دی گئی ہے کہ privatization policy پر بحث ہونی چاہیے تو وہ ایجنڈے پر کیوں نہیں آرہا۔ ذاتی طور پر بھی منسٹر صاحب سے یہ بات کہی کہ یہ اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس مسئلے کو سینیٹ میں لائیں اور اس پر بحث کریں۔

پھر میں نے ایک خط Standing Committee on Finance and Economy کے چیئرمین کو لکھا کہ دو سال ہوگئے ہیں ہم بار بار اس مسئلے کو اٹھا رہے ہیں۔ اگر سینیٹ میں نہیں لایا جا رہا تو اس کو کمیٹی میں لایا جائے۔ آئیے تمام معاملات پر غور کریں۔ یہ ایک امانت ہے اور یہ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے' ملک کے مفاد میں ہے' آپ کے مفاد میں ہے کہ ان تمام معاملات پر مکمل بحث ہو۔ قوم میں اعتماد پیدا ہو اور Foreign Investor بھی اسی وقت آئے گا جب یہ چیزیں transparent ہونگی اور credibility ہوگی۔ اپنی اس reservation کے اظہار کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج جو سوالات میرے بھائی فرحت اللہ بابر اور اسحاق ڈار نے اٹھائے ہیں۔ میرے بنیادی سوالات بھی وہی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا thread bare اور proper document کے ساتھ جواب آنا چاہیے اور supporting documents بھی ایوان کے سامنے پیش کئے جائیں تاکہ محض زبانی جمع خرچ نہ ہو بلکہ جو حقائق ہیں وہ پوری طرح سامنے آئیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ چند اور بنیادی سوالات اٹھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ اس قرارداد میں privatization policy بحیثیت مجموعی زیر بحث لائی جا رہی ہے۔ حبیب بنک کے بارے میں' کراچی الیکٹرک کے بارے میں PTCL کے بارے میں اور اب سٹیل مل کے بارے میں اور غالباً OGDC کے بارے میں۔ Strategic issues ہیں اور ہمیں لازماً ان میں سے ہر ایک کا جائزہ لینا چاہیے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ بات میری نگاہ میں یہ ہے کہ آخر privatisation policy ہے کیا؟

جناب چیئرمین! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ ایک doctrinaire approach آج ہمارے ملک میں اختیار کیا جا رہا ہے اور basically یہ global capitalism کی جو strategy ہے دنیا بھر میں free market کے نام پر ایک خاص انداز میں سرمایہ دارانہ نظام کو مسلط کرنا اور اس نظام کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک کی معیشتوں کو control کرنا' manipulate کرنا' ایک جال کے اندر پھنسا لینا ہے۔ یہ اس کا ایک حصہ ہے۔ میں معاشیات اور اسلام کا ایک ادنیٰ طالبعلم ہوں اور ذاتی ملکیت بحیثیت ایک بنیادی معاشی value کے میں تسلیم کرتا ہوں اور یہ معاشی جدوجہد کے لئے profit motive کو بروئے کار لانے کے لئے ازحد ضروری ہے۔ لیکن اس کے نام پر پوری معیشت کو سرمایہ داروں کے لئے کھول دینا اور ریاست کا

جو مثبت کردار معاشی زندگی میں اس سے abdicate کرنا یہ میری نگاہ میں نظری اور عملی ہر دونوں اعتبار سے ایک نہایت خطرناک پالیسی ہے۔جہاں اشتراکیت کے تصور کہ تمام means of production کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے غلط تھا وہیں سرمایہ داری کا یہ اصول کہ ہر چیز کو لازماً privatise کیا جائے یہ بھی غلط ہے۔ یہ cleche کہ گورنمنٹ کا کام یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کرے ' business کرے یہ سب cleche ہے۔ بلاشبہ گورنمنٹ کا یہ کام ہے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ معاشی انصاف ' معاشی ضرورتیں کسی قوم کی strategy کی بنیاد ' دفاع ' self-reliance ان تمام چیزوں کا تحفظ اس کی گورنمنٹ پالیسی بنائے اور محض privatisation کے نام پر اپنی تمام ذمہ داریوں سے abdicate کرنا میری نگاہ میں اچھا نہیں ہے۔

جناب والا! میں اس ایوان کی توجہ ان critical studies کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہوں جو پچھلے دس پندرہ سال میں خاص طور پر globalisation کے نام پر ' privatisation, deregulation, the so-called economic success کیا نقشہ کار بن رہا ہے دنیا کی معیشت کا ' اور خصوصیت سے Third World کے ممالک ' مسلمان ممالک اور خود پاکستان ' ان کا ہدف کیا ہے ؟ Global Lorious Ticklas کی کتاب Globalization پڑھ لیجیئے اور اس میں آپ کو بالکل chronologically دکھایا گیا ہے کہ کس طرح World Bank , IMF strategy کے اندر دنیا کی معیشتوں کو اپنی گرفت میں لانے کا کام کیا جا رہا ہے ۔ اور کس طرح چالیس یا اڑتالیس ممالک ایسے ہیں کہ جہاں privatisation کے نام جو پالیسی اختیار کی گئی ہے وہ عوام دشمن ' ان ممالک کی رائے کے خلاف اور محض global capitalism کی شکل میں ۔ ابھی پچھلے سال بڑی اہم کتاب آئی ہے Concessions of Economics جو خود World Bank کے ایک internal شخص نے لکھی ہے اور اس کے اندر یہ کھول کر بتایا گیا ہے کہ کس طرح privatise کے نام پر یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔ یہ معاشی قتل عام اس لئے میں سب سے پہلا یہ سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ privatisation کے نام پر تمام قومی assets, strategic اہمیت کی چیزیں اور وہ چیزیں جن کا تعلق ملک کی self-reliance سے ہے جس کا تعلق ملک میں صنعتی ترقی کی جو bases ہیں ' خاص کر heavy industry, engineering

industry,telecommunication industry ان تمام کا تحفظ قومی مفاد کے تحت بہت ضروری ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ nationalization or privatisation ان دونوں کے درمیان بھی بے شمار چیزیں موجود ہیں۔ یہ سوچنا کہ public sector کا معنی bureaucratic control یا سیاسی عمل دخل ہے۔ جس کی بنیاد پر public sector ہو جاتا ہے۔ کرپشن آتی ہے ' بلاشبہ public sector کو clean ہونا چاہیے ' efficient اور viable ہونا چاہیے اور competetive ہونا چاہیے لیکن ہرگز اس کے یہ معانی نہیں ہیں کہ آپ اس کو privatize کرلیں یا 100% privatize کر دیں۔ دنیا میں مختلف border ہیں' اس طریقے سے public sector کو efficient بنایا جائے ' professional بنایا جائے ' accountable بنایا جائے۔

برطانیہ کی مثال بار بار دی جاتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ برطانیہ نے جو privatization policy اختیار کی اس میں نہ صرف consumer کے مفاد کو سامنے رکھا' profit کو سامنے رکھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ national interest کا تحفظ' پارلیمنٹ کے سامنے accountability اور regulatory mechanism یہ تمام اس کے integral impacts ہیں۔ ہمارے ہاں ان میں سے کوئی چیز effective انداز میں موجود نہیں ہے اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ایک cliche ہے کہ جو چیز ہے حکومت نہیں چلا سکتی privatize کرو۔ ایک لوٹ مار اور ایک sale لگی ہوئی ہے۔ یہ بات میری نگاہ میں بڑی خطرناک ہے۔ Management کے privatization کے مختلف borders ہیں۔ bid کے علاوہ stock exchange کے ذریعے سے gradually اس کو privatize کیا جا سکتا ہے۔ limited transfer کے ساتھ management دے کر لیکن ownership کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر ایک ایسا نظام بنایا جا سکتا ہے۔ یہ سارے models دنیا میں موجود ہیں' کوئی میں نئی بات نہیں کر رہا ہوں لیکن ہمارے ہاں ان تمام issues پر غور کیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم privatization کی policy پر تقریباً 20 سال سے کام کر رہے ہیں' اس بات کی ضرورت ہے کہ critically evalutate کیا

جائے کہ ہم نے کیا حاصل کیا ہے اور کیا کھویا ہے۔ تقریباً سو کے قریب جو ادارے privatize ہوئے ہیں ان کے بارے میں اب تک جو studies ہوئی ہیں ان میں یہ بات ہمارے سامنے آئی ہے کہ صرف 20% اور 22% ایسی ہیں کہ جو چل رہی ہیں اور profitable بھی ہیں' 40% ایسی ہیں کہ جو بند ہو گئی ہیں اور صرف زمین کو بیچ کر' لینے والوں نے پیسہ بنایا ہے۔ جناب! privatization کا کام یہ نہیں ہے کہ ہم اس بوجھ سے نکل گئے ہیں بلکہ privatization کا معانی یہ ہے کہ کس طریقے سے ہم ان industeries کو جو کہ ملک کی ضرورت ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے efficient, competetive نظام میں کیا گیا ہے۔ ان ساری dimensions پر غور نہیں ہوا۔ جناب والا! آج میں کہنا چاہتا ہوں کہ میری نگاہ میں جو industries privatize کی جانے والی ہیں ان کے network کا تعین سب سے critical issue ہے اور اس معاملے میں نہ صرف یہ کہ جو کچھ کیا گی ہے وہ transparent نہیں ہے بلکہ circumstantial evidence اب بھی موجود ہیں اور خصوصیت سے اس میں جو real asset کا phenamenon ہے اس کی relationاوراسے privatize کیے جانے والے اداروں کی طرف منتقل کر کے جو نقصان ملک اور قوم کو پہنچا ہے اس سے critical elaboration ابھرتی ہے۔ میں یہ بات PTCL کے سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں' حبیب بنک کے سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں اور سب سے زیادہ Steel Mills کے بارے میں کہ جہاں ساڑھے چار ہزار ایکڑ زمین اس کے ساتھ وابستہ ہے۔

جناب والا بہت ضروری ہے کہ جو بھی asset privatize کئے جا رہے ہوں اس کی network کا صحیح صحیح اندازہ کیا جائے۔ پھر facilitate کرنے کے لئے جس قسم کے راستے اختیار کئے گئے ہیں مثلاً حبیب بنک کے لئے آپ نے جو loan دیئے ہوئے تھے ان کو معاف کردیا جائے' آپ نے billions میں facilitate کیا کہ پچھلے سالوں کے loans کو اس طرح کر دیں' profitable بنا دیا اور اس کے بعد جس قیمت پر آپ نے دیا وہ قیمت ہرگز economicallyملک کے بہترین مفاد میں نہیں تھی۔ اس کے بعد پھر وہ specific issues ہیں جس کی طرف میرے ساتھیوں نے متوجہ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر وزیر محترم اس ایوان کو اعتماد میں لیں' ہمارے اور قوم کے سامنے پوری معلومات آئیں اور دنیا میں یہ واضح ہو کہ یہ راستہ بڑا خطرناک راستہ ہے اسے روکنا ضروری ہے اور ہمیں آنے والی generation اور

خصوصیت سے ملک میں مستحکم معیشت' sustainable economy اور self-reliance کے بغیر آپ دنیا میں عزت کا مقام حاصل نہیں کر سکتے' self-reliance کا معانی یہ نہیں ہے کہ ہر چیز privatize ہو لیکن self-reliance کا معانی یہ ضرور ہے کہ آپ کی معیشت کسی ایسی صورت میں نہ چلی جائے کہ جس میں بنیادی decision making باہر والے کریں یا باہر والے اس کو manipulate کر سکیں یا آپ مجبور ہوں کہ ان کی dictation پر عمل کریں۔

جناب چیئرمین! یہ بات صرف loans اور conditionalities کے ذریعے نہیں ہوتی: یہ foreign investor بھی کرتا ہے اور strategic صنعتوں پر قابض ہوں گے جن کے ہاتھوں میں ہو گی' وہ آپ کی معیشت کو manipulate کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ سارا globalization کا کھیل ہے جس سے تحفظ' ازحد ضروری ہے۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک privatization policy جس طرح چلائی جا رہی ہے' وہ غیر تسلی بخش ہے' اس میں grey areas اتنے زیادہ ہیں کہ transparency اور credibility دونوں متاثر ہو رہے ہیں۔ بات کسی فرد کی نہیں ہے' بات اس قوم کی' بات اس ملک کی' اس کے strategic assets کی ہے۔ اس لئے اس معاملے میں ضروری ہے کہ Parliament بنیادی فیصلے کرے' تمام documents یہاں پر آئیں اور ان پر debate ہو' transparency سے معاملات ہوں اور یہ کام جلد بازی سے نہ کیا جائے۔ نیز privatize ہونا چاہیے' وہ ضرور ہونا چاہیے لیکن وہ سلیقے سے ہو' طریقے سے ہو' صحیح قیمت کے اوپر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ institutions بنا کے کہ جن میں genuine competition پیدا ہو سکے' جن میں consumer کے مفاد کا تحفظ ہو سکے' جس میں ملک کی overall self-relience کی strategy کا تحفظ ہو سکے۔ حکومت اپنی معاشی ذمہ داریوں کو obligate نہ کرے بلکہ ان کو ادا کرنے کے لئے وہ راستہ' وہ ادارے' وہ process اور وہ profession اختیار کرے جس سے efficiency کے ساتھ یہ کام انجام دیا جا سکے۔ بالکل bureaucratization, politicization کے ہم خلاف ہیں لیکن حکومت کا معاشی role سے obligate نہ کرنا بہت بڑا سانحہ اور ملک کے مستقبل کے لئے نہایت نقصان دہ ہو گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ Senate اس معاملے میں' Senate کی committees اس معاملے میں موثر کردار

ادا کریں گی۔ و آخر دعوا نا انالحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، پروفیسرغفور احمد۔ جی' جی ان کے بعد میں نے اسی order میں لکھا ہے جو نام میرے پاس آئے ہیں' ان کے بعد آپ کا نام ہے۔ جی' کیا کہہ رہے ہیں؟

سینیٹر پروفیسرغفور احمد، آپ پہلے کر لیں۔

جناب چیئرمین، جس طرح جو ہاتھ اٹھا رہا ہے یا مجھے نام بھیج رہا ہے' اس order میں لکھ رہا ہوں۔ نہیں' یہاں سے ہاتھ اٹھا رہے ہیں یا لکھ کر بھیج رہے ہیں' دونوں چیزیں ہیں یا ہاتھ اٹھا رہے ہیں یا لکھ کر بھیج رہے ہیں۔ آپ نے جیسے ہاتھ اٹھایا' غفور صاحب اس سے پہلے ہاتھ اٹھا چکے تھے۔

سینیٹر پروفیسرغفور احمد، آپ چاہیں تو پہلے بول لیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہمارے نجکاری کے وزیر جناب حفیظ شیخ صاحب ایک نفیس شخصیت کے حامل ہیں' ان کی efficiency اور honesty میں کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں ہے لیکن یہ بڑا حساس اور اہم معاملہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس بات سے واقف ہوں گے کہ ایک نجکاری کے سابق وزیر کے خلاف case NAB میں چلا اور انہیں جیل جانا پڑا۔ آپ اللہ کے فضل سے honest بھی ہیں اور efficient بھی ہیں۔ مجھ سے پہلے فرحت اللہ بابر نے' اسحاق ڈار صاحب نے اور پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا ہے کہ بعض معاملات میں ایوان کے ممبران کو ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے لوگوں کو تحفظات ہیں اور بالخصوص Habib Bank کو جس طریقے سے نجکاری میں دیا گیا ہے۔ اس سے بہت ہی لوگوں میں شکوک ہیں اور اس میں corruption نہ ہو لیکن بہرحال inefficiency ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس ایوان میں یہ کہا گیا ہے کہ Habib Bank کی deal کو finalize کرنے سے پہلے ایوان کو اعتماد میں لیا جائے گا لیکن یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ ظاہری بات ہے کہ Habib Bank کو کوڑیوں کے دام بیچا گیا ہے' ظاہری بات ہے کہ قومی زیاں ہے' قومی نقصان ہے۔

بابر صاحب نے جو قرار داد دی ہے' resolution دیا ہے' motion دیا ہے' وہ یہ ہے کہ policy کیا ہونی چاہیے؟ میں policy کے معاملے میں اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں

پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلی بات یہ ہے کہ Cabinet Committee تو اسے discuss کرتی ہے لیکن جو متعلقہ کمیٹی ہے' اس میں اس کو discuss کیا جائے۔ اگر متعلقہ کمیٹی میں اختلاف رائے ہو تو Parliament میں اسے زیر بحث لایا جائے۔ میں جناب حفیظ شیخ کو بتانا چاہتا ہوں کہ Steel Mills کے متعلق جتنی کمیٹیاں ہوئی ہیں' production اور industry کی اس میں Opposition سے متعلق' میرا خیال ہے تمام ارکان نے Steel Mills کی نجکاری میں مخالفت کی ہے اور اپنے دلائل دیئے ہیں۔ فرحت اللہ بابر صاحب کو کمیٹی کی meeting میں بالخصوص بلایا گیا تھا اور انہوں نے پورے دلائل دے کر بتایا کہ ہم اس کے مخالف کیوں ہیں؛ لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود حکومت کا موقف اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا' وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی نجکاری کرنی ہے۔ اس لئے ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ یہ عجلت اور اس ایوان کے ممبران کی رائے کو نظر انداز کرنا' یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ یہ عجلت اور ایوان کے ممبران کی رائے کو نظر انداز کرنا یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے ۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اگر کمیٹی میں اختلاف ہے اور آپ اس کو نہیں مانتے ہیں تو آپ اس کو Parliament میں لے کر آئیں۔ Steel Mill کی نجکاری سے پہلے آپ پورے ایوان میں قومی اسمبلی میں اور سینیٹ میں اس پر بحث کریں ' لوگوں کو مطمئن کریں اور اس کے بعد اگر آپ یہ سمجھتے ہیں ضروری ہے تو ایسا کریں لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو میں نے آپ کو بتایا کہ کمیٹی میں جتنے بھی اپوزیشن کے لوگ ہیں انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی۔

جناب چیئرمین! تیسری بات یہ ہے کہ آپ اولیت دیں ان اداروں کو جو آپ کی قومی ملکیت میں ہیں اور وہ غیر منافع بخش ہیں ان کی بلاشبہ آپ نجکاری کردیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔لیکن جو ادارے منافع بخش ہیں ان کے معاملے میں عجلت سے کام نہ لیا جائے ۔ میں نے جو چوتھی بات بتائی ہے کہ جو ادارے نفع بخش ہیں ان میں عجلت سے کام نہ لیا جائے ۔ اور میری پانچویں گزارش یہ ہے کہ جس ادارے کو آپ نجکاری میں دے رہے ہیں اس میں کام کرنے والے مزدوروں کو اور کارکنوں ' افسران کو اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ اس کے حصص خرید سکتے ہوں تو ان کو اولین ترجیح دی جائے کہ وہ خریدیں ان داموں میں جن داموں میں آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مناسب قیمت ہے۔

جناب چیئرمین! میری پچھلی گزارش یہ ہے کہ نجکاری کے ضمن میں جو رقم آپ کو ملتی ہے اس کا واضح طور پر ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کن کاموں پر خرچ ہو گی ۔ پہلے حکومت نے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ اس کا بڑا حصہ قرضوں کی ادائیگی میں جائے گا اور دوسرا حصہ غربت کے خاتمے پر خرچ ہوگا ۔ اگر اس کے علاوہ آپ اس کو بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں تو یہ اس سے تجاوز ہوگا ' اس سے انحراف ہوگا ۔ آپ ہمیں اس بات کی پوری یقین دہانی کرائیں کہ جو رقم آپ کو ملتی ہے وہ انہی دو کاموں پر خرچ ہوگی اس کے علاوہ کہیں اور نہیں جائے گی ۔

جناب چیئرمین! Steel Mills کا معاملہ Steel Mills ایک Unit ہے صرف Mill کا نام نہیں ہے ہم سے کمیٹی میں یہ بات کہی گئی کہ Steel Mill کی نجکاری ہم کر رہے ہیں زمین ہم نہیں دے رہے ہیں ۔ ہم اپنے Rest Houses نہیں دے رہے ہیں ' ہم اپنی Housing Society نہیں دے رہے ہیں لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ Steel Mills کی اگر ایک Balance Sheet ہے اس میں اس کے assets دکھائے گئے کہ یہ اس کے assets ہیں اور یہ اس کی liabilities ہیں تو کس طریقے سے آپ یہ bifurcate کریں گے کہ کتنا حصہ آپ Steel Mills کا آپ فروخت کر رہے ہیں اور کون کونسی چیزیں ہیں جو آپ نجکاری میں نہیں دے رہے ہیں ۔ اتنی بڑی زمینیں ہیں ' اتنی بڑی اس کی قیمت ہے ۔ پورے ملک میں اس کے Rest Houses ہیں ' اس کی بہت بڑی Housing Society ہے تو ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم ان ساری چیزوں کو نجکاری میں نہیں دے رہے ہیں صرف Steel Mills نجکاری میں دے رہے ہیں ۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ Steel Mills میں جو ہم Steel پیدا کرتے ہیں وہ ملک کی مجموعی پیداوار کا پانچواں حصہ ہے اور Steel کی زیادہ پیداوار Private Sector میں ہے ۔ لیکن میں پھر یہ بات کہوں گا کہ ہم نے کہا تھا کہ یہ ایک اہم ادارہ ہے ' نفع میں چل رہا ہے اس کی آپ نجکاری نہ کریں ' اس کے اتنے زیادہ assets ہیں اس کو آپ اسی طرح رہنے دیں اور پھر ہم نے یہ بات بھی کہی تھی کہ آپ اس کے جائے وقوع کی وضاحت نہ کریں ۔ کون اس کو خریدتا ہے ہمیں معلوم نہیں ہے ۔ کون لوگ وہاں ملازم کی حیثیت سے آسکتے ہیں ؟ جناب چیئرمین! پورٹ قاسم اتھارٹی موجود ہے ۔ پورا حساس علاقہ ہے ایسے علاقے میں آپ لوگوں کو دے دیتے ہیں کہ وہ لوگ

جائیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہی نہیں کہ وہ کون لوگ ہوں گے ؟ تو ظاہر بات ہے اس سے ملک کو نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ پالیسی کے طور پر جو میں نے نکات پیش کئے ہیں ان کو مدنظر رکھا جائے اور Steel Mill کو Nationalize کرنا ہے تو اس کو پورے ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔ بہت شکریہ ۔

Mr. Chairman: Mr. Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا، شکریہ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے تو میں فرحت اللہ بابر صاحب کو داد دوں گا کہ اس نے Privatization کے اس process میں کوتاہیوں ، گھپلوں کے جو دلائل دیئے اور جو اس نے ثبوت پیش کیے کہ جو جو ہوئے تھے ۔قدم بقدم اس میں یہ ہوا اور Steel Mill میں یہ ہونے جا رہا ہے ۔ باوجود اس کے میں اس کو بہت زیادہ داد دیتا ہوں پروفیسر خورشید صاحب کو بھی لیکن جناب میرا استدلال ان دونوں معزز ساتھیوں سے مختلف ہے ۔ جو لوگ نجکاری کی پالیسی کے حق میں ہیں 'جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں privatize ہوں پھر بڑا اختلاف بن جاتا ہے کہ پھر اسحاق ڈار صاحب جانتے ہیں کہ فلاں بنک بارہ ارب روپے پر گیا اچھا ہوا ۔ فلاں بنک آٹھ ارب روپے پر گیا وہ غلط ہوا ۔ وہ اسحاق ڈار صاحب جانتے ہیں کہ فلاں بنک بارہ ارب روپے میں گیا' اچھا ہوا' فلاں بنک آٹھ ارب روپے میں گیا' وہ غلط ہوا۔ جناب ! یہ افسوسناک صورتحال ہے' حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح نے مملکت کا جو تصور پیش کیا تھا' ٹھیک ہے پروفیسر صاحب کے بقول وہ ایک اشتراکی ریاست نہیں تھی لیکن سرمایہ دارانہ ریاست بھی تو نہیں تھی' کسی غیر کی ریاست تو نہیں تھی' وہ تو ان کی تمنا تھی کہ ہم جو ملک بنا رہے ہیں وہ ایک ماڈل فلاحی ریاست ہو گی۔

جناب! اس وقت ہماری پوزیشن یہ ہے' میں نے یہ بات پہلے بھی کی ہے کہ ہمارے ex-Senator, Akram Shah Khan یہ بات ہمیشہ کہتے تھے' آپ کے علم میں بھی شاید ہو' ہمارے سینیٹ کے ریکارڈ میں ہو گا' وہ یہ فرماتے تھے کہ جب ہمارے ملک کی صحت' تعلیم' مواصلات' بنک' ,PIA اس ملک کے public sector کے جو اثاثے ہیں' یہ سب فروخت کر دیں گے تو پھر ہمارا ملک کونسا ہوگا؟ آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارا ملک کونسا ہو گا؟ جناب! یہی صورتحال ہے'

میں ان دلائل کو رد، مسترد کرتا ہوں کہ جب ہم privatization کی تائید کرتے ہیں تو پھر یہ گورنمنٹ پر چھوڑا جائے کہ اس نے جس انداز سے اپنے وقت میں privatization کی، دوسری گورنمنٹ آئے گی، وہ پھر اور اقدام کرے گی۔

میری پارٹی، پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی نے پرسوں سٹیل مل کی فروخت کے خلاف کراچی میں انتہائی شاندار مظاہرہ کیا جس میں عوام اور سٹیل مل کے تمام ملازمین نے بھرپور شرکت کی۔ یہ ثبوت ہے کہ اس ملک میں کوئی پارٹی privatization کے مخالف نہیں۔ جو مخالف تھے وہ میدان میں آ گئے اور انہوں نے اپنے احساسات، جذبات اور اپنی رائے عوام کے تعاون سے ریکارڈ کرائی۔ جناب! یہ چھوٹی بات تھی، ہم کامیاب طریقے سے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سسٹم چلاتے رہے، ہماری بڑی نااہل حکومتیں بھی ان کو چلاتی رہیں، آج جب ہم نے اس کو ختم کیا تو ہماری highways, motorways جن پر ہم نے اربوں روپے خرچ کئے، اب ان پر ڈاینو چلتی ہے یعنی جب ہم کہتے ہیں کہ ہم نے پبلک سیکٹر میں کچھ بھی نہیں کرنا ہے تو یہ ملک ایک مقبوضہ، مستعمرہ اور کالونی بن جائے گا۔ دوسروں کی منڈی بن جائے گا، خام مال بھی ان کا ہوگا، مصنوعات بھی ان کی ہونگی اور یہی کچھ ہوا ہے۔ بنک ہم نے اس لیے نیلام کئے کہ لوگوں نے ان کے اثاثے خرید لیے، بنک نہیں۔ جناب! ہم نے کوئٹہ میں، گورنمنٹ سیکٹر میں بلیلی تھرمل پاور تھا، اس کو بغیر کسی جواز کے نیلام بلکہ ختم کیا۔ اس کی جگہ حبیب اللہ تھرمل install ہوا، پھر وہاں کی جمہوری قوتوں، پارٹیوں، جس میں میری پارٹی بھی شامل تھی، جناب! بلیلی کی ہزاروں اگر نہیں تو سینکڑوں ایکٹر زمین تھی، حبیب اللہ کی دلچسپی صرف اس زمین سے تھی، اس کا کوئٹہ کو بجلی پہنچانے یا مہیا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، ہم نے عوام کی طاقت سے اس کو روکا کہ وہ زمین ان کو نیلام نہ ہو اور یہی کچھ ہو گا۔ سٹیل مل جب آپ نیلام کر رہے ہیں، جو لوگ اس کو خرید رہے ہیں، ان کے لیے صرف اس زمین کی اہمیت ہے۔ سٹیل مل صنعت کی ماں ہے، وہ آپ کو سٹیل مہیا نہیں کرے گا نا ہی کوئی گارنٹی دے گا، جیسا کہ بابر صاحب نے کہا اتصالات کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ آپ کو ٹیلیفون کا بہترین نظام دے، اس کا مقصد یہی تھا کہ وہ کچھ کمانا چاہتے تھے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم نے اس ملک کو ایک فلاحی ریاست بنانا ہے تو اس کی تعلیم، صحت، مواصلات، بنک، ٹرانسپورٹ کو جیسا کہ دنیا کے ممالک پبلک سیکٹر میں چلاتے رہے، ان شعبوں کو رکھیں اور پھر پروفیسر خورشید صاحب

کی یہ بات صحیح ہے کہ مقابلہ کے لیے آپ Private Sector کو بھی مواقع دیں۔ آپ ریلوے چلائیں گے، آپ PIA چلائیں گے، آپ Transport چلائیں گے، آپ بنک چلائیں گے، ان کو مواقع دیں۔

یہ جو موجودہ صورت حال ہے جناب، یہ بات افسوسناک ہے کہ جس مملکت کو جن قوتوں نے چلانا ہوتا ہے اس نے اس صلاحیت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ مشکل تو یہی ہے حکمرانی میں کہ آپ ملک کے مسائل کو کس انداز سے حل کر رہے ہیں، ملک کو کس انداز سے چلا رہے ہیں؟ یہی تو مشکل ہے۔ جمہوری مملکتوں میں یہ ہوتا ہے کہ جو پارٹی منتخب ہوتی ہے وہ حکمرانی کرتی ہے۔ وہ اپنی یہ ذمہ داری لے لیتی ہے کہ حکومت ذمہ دار ہو کہ عوام کو تعلیم، سیاحت و روزگار مہیا کرنے کی، امن اور ترقی دینے کی اور جب یہ ذمہ داری ہی نہ ہو جیسا کہ ہمارے ملک میں ہے، جناب ہمارا ملک تو اب Military State بن گیا ہے۔ اب یہ ملک نہ آپ کا ہے، نہ ہمارا ہے بلکہ یہ صرف military کا ہے، ایک فوجی ریاست ہے۔ اس کے اہم اثاثوں پر اس وقت بھی فوج کا قبضہ ہے اور بابر صاحب نے آپ کو یہ ثبوت دے دیئے۔

میں آپ کو یہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ منافع کمانے والا ادارے یہی دو ہیں، این ایل سی ہے اور ایف ڈبلیو او ہے اور ان پر کوئی قدغن نہیں۔ جو کچھ تھا وہ عالمی سرمایہ داری نظام ہے اور وہ استعماری نظام ہے۔ سرمایہ داری بھی ایک ترقی پسندانہ چیز ہوتی ہے جب تک اس میں مقابلہ ہو۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ جن ملکوں نے، جن کمپنیوں نے ہمارے ملک کے public sector کے اثاثوں کو خرید لیا ان کا اگر پتہ معلوم کریں تو ان کا ایک ہی خاندان سے تعلق ہے، ایک ہی ملک سے یا ایک ہی گروہ سے تعلق ہے اور وہ جو سرمایہ داری کی شکل ہے، سرمایہ داری عروج پر جا کر بدترین imperialist بن جاتی ہے اور اس کی نشانیاں یہی ہیں کہ وہ دنیا کے ممالک پر قبضہ کرتی ہے، اس کی منڈیوں کو، اس کے خام مال کو، ان کے وسائل پر قبضہ کرتی ہے۔

پروفیسر صاحب خوب جانتے ہیں کہ means of production کیا ہوتے ہیں اور means of production پر قبضہ کرنے کے لیے آپ نے ان کے means of production کے relations آپ نے تبدیل کرنے ہیں اور یہ تبدیل ہوگئے۔ اب ہمارے ملک کے مالک وہ

لوگ ہیں جن کو ہمارے عوام نہیں جانتے' کوئی نہیں جانتا۔ ہم بڑے خوش ہیں' ہمارے Privatisation کے وزیر بھی بڑے خوش ہیں۔ ہرروز ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں' میڈیا میں سنتے ہیں کہ ہمارے ملک میں دو کروڑ موبائل کے consumers ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ کے توسط سے کہ یہ دو کروڑ کا منافع کس ملک کو جاتا ہے۔ اس ملک کے عوام کو اس کا کیا ملتا ہے؟

یہ جو ہم نے بنک نیلام کیے ان سے ہمارے ملک کو کیا فائدہ ملا؟ کراچی الیکٹرک کارپوریشن کو ہم نے بیچ دیا' پی آئی اے کے shares بنکوں کے shares تعلیم و سیاحت کا تو پہلے ہی ہم نے کام کر دیا تھا۔اب دوسری چیز ہمارے پاس نہیں بچی جس کو ہم ہمارا ملک کہیں۔ یہ ہمارا ایک وزیر اعظم سیکرٹریٹ ہے اور ایک دن اس کی بولی لگے گی۔ پنجاب کے گورنر نے کہا تھا کہ اس کو نیلام کرو۔ ایک بہترین آفس ہو گا۔ اس میں ستر offices ہیں' اس کو نیلام کرو۔ کچھ دنوں کے لیے ہم Head Office چلائیں گے اور پھر پتہ نہیں اس کا منافع کون کھائے گا۔

جناب یہ privatisation کی بدترین پالیسی ہے ' ملک دشمنی ہے۔ Public Sector کو جب ہم تباہ کر رہے ہیں' ہم اس ملک کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے عوام کے مستقبل کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ فلاحی ریاست بنانے کے لیے اب ہمارے پاس کوئی امکان نہیں بچا ہے۔ ہم اس کو کیسے فلاحی ریاست بنائیں گے۔

میں مطالبہ کرتا ہوں کہ سٹیل مل کو قطعاً privatise نہ کیا جائے۔ یہ ایک واحد منافع بخش ادارہ بچا ہے باقی تو آپ نے نیلام کر دیئے' اس کو قطعاً privatise نہ کیا جائے اور میں استدعا کرتا ہوں اس ملک کی جمہوری پارٹیوں سے کہ وہ اس عزم کا اعادہ کریں کہ جب بھی ان کو اقتدار میں آنے کا اور military role کے خاتمے کا موقع ملے ان کو واپس nationalise کریں۔ یہ ایک انتہائی انقلابی اقدام ہوگا۔ جناب والا! یہ بات غلط ہے کہ ہم نے سرمایہ داری نظام کو موقع دینا ہے۔ پوری دنیا میں واحد چین بچا ہوا ہے جو تمام دنیا کے سرمایہ داری نظام کا مقابلہ کر رہا ہے جس میں اسلامی معیشت کے علمبردار بھی شامل ہیں۔ چین کا پوری دنیا میں کوئی مقابلہ کرنے والا نہیں ہے۔ اس کا کمال صرف یہ ہے کہ وہ اپنے public sector کو چلاتے ہیں اور یہ responsibility قبول کرتے ہیں۔ سوویت یونین جو یہ نظام نہ چلا سکا' ان کی نالائی تھی البتہ نظام میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ جناب والا! سرمایہ داری نظام کا بالآخر نتیجہ یہی ہے کہ استعماریت

ہوگی اور imperialism ہوگا۔ اس کی معاشی ارتقا کا منطقی نتیجہ یہی ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت سب کچھ لوٹ لیتی ہے۔ ایک فیصد لوگ اپنے ملکوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور یہ ہوا ہے۔ ہم جتنا بھی رونا روئیں، کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ہم خود ایسا کر رہے ہیں۔ اس لئے جناب والا! ہمیں اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کرنی چاہئیے۔ اسلامی معیشت کے علمبرداروں کو بھی اس پر نظرثانی کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: ہاں جناب! میں عرض کر رہا ہوں کہ جو لوگ ایک فلاحی ریاست کے علمبردار ہیں، ان کو چاہئیے کہ کم از کم یہ public sector کو چلائیں اور اس میں بہتری لانے کے لئے private sector کو موقع دیں۔ جناب والا! public sector کے ایسے شعبے تو کسی بھی صورت میں privatise نہ کریں جو منافع بخش ہیں۔ ہم تو اب ریلوے کو بھی privatise کرنے جا رہے ہیں۔ دنیا تو dual system اپنا رہی ہے اور mass communications کا system اپنا رہی ہے۔ ساری سرمایہ دار ریاستیں public sector سے اسی طرح deal کر رہی ہیں۔

جناب والا! جب افغانستان میں آئین بن رہا تھا تو اس وقت جرگہ بیٹھا ہوا تھا، وہاں ایک چھوٹا سا معاملہ سامنے آیا کہ آئین میں ملکی ترقی کے لئے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کی فیس مقرر کی جائے لیکن پورے افغانستان کے تمام لوئی جرگہ کے نمائندوں نے بیک آواز اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ state کی ذمہ داری ہے کہ اسے عوام کو تعلیم مفت اور لازمی دینی ہے۔ جب افغانستان اپنے عوام کو تعلیم مفت دے سکتا ہے تو کیا ہم اپنے عوام کو public sector میں مفت تعلیم نہیں دے سکتے ہیں؟ کیا ہم عوام کو صحت کی سہولتیں نہیں دے سکتے ہیں؟ کیا ہم عوام کو مواصلات کی سہولتیں نہیں دے سکتے ہیں؟ جب دنیا کے دیگر تمام ممالک ایسا کرتے رہے ہیں اور برطانیہ بھی یہی کرتا رہا ہے، یورپ کے دیگر ممالک کرتے رہے ہیں، انہوں نے public sector کو عوام میں بہتری لانے کے لئے قائم رکھا ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! اور بھی کافی ممبران ہیں جنہوں نے اظہار خیال کرنا

ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! جو پالیسیاں privatisation کے حوالے سے اختیار کی گئی ہیں، ان کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جائے۔ public sector میں قائم عوام کے کسی بھی اثاثے کو privatise نہ کیا جائے۔ بالخصوص Steel Mills کو کسی بھی صورت میں privatise نہ کیا جائے۔ میں اس پالیسی کو ملک دشمن پالیسی کے مترادف قرار دیتا ہوں۔ اس لئے ملک دشمنی سے گریز کیا جائے۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: جناب نثار میمن۔ ہدایت اللہ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ دو تین اور speakers بھی ہیں۔ میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔

سینیٹر نثار اے میمن: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں اپنے ساتھی حفیظ شیخ صاحب کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کیونکہ ابھی اُس جانب سے پروفیسرغفور صاحب نے انہیں ایک ایماندار اور effecient وزیر کا نام دے کر اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ جو کچھ انہوں نے پچھلے تین سالوں میں کیا ہے، وہ ایمانداری پر مبنی تھا اور effeciency پر مبنی تھا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ انہوں نے بحیثیت وزیرایک کام کیا ہے اور وہ privatisation کا کام ہے۔ اس لئے میرے خیال میں دوسرے ساتھیوں کی جو باتیں ہیں، ان کی اس comment کے بعد نفی ہو جاتی ہیں۔ جناب والا! میرے خیال میں پروفیسرغفور صاحب خود ایک ایماندار آدمی ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حقائق پر روشنی ڈالی ہے، لہذا میں ان کی بات سے متفق ہوں اور میں حفیظ صاحب کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔

جناب والا! جہاں اس پورے privatisation کے عمل کا تعلق ہے اور اس کے بارے میں جو باتیں اس ایوان میں ہوئی ہیں، اس میں ایک نمایاں بات ہمارے ایک بہت قابل اور قابل احترام ساتھی رضا محمد صاحب نے کی ہے۔ انہوں نے پہلے تو capitalism کو reject کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کی جو سوچ ہے وہ ایک سوشلسٹ، ایک نیشنلسٹ اور ایک ڈیموکریٹ کی سوچ ہے مگر انہوں نے اس وقت اس ساری سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے کیپٹل ازم کو reject کیا

ہے اور اس کے بعد انہوں نے اپنی بات کی بھی نفی کی کہ جہاں پر انہوں نے کہا کہ اگر privatization کرنی ہے تو ان اداروں کی privatization کی جائے جو منافع بخش نہیں ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو بحث چلی ہے وہ privatization کے عمل کے متعلق ہوئی ہے۔ مجھے لگتا نہیں ہے کہ کسی کو بھی اس بات پر شک ہے ۔ اگر کہیں comments کیے گئے ہیں تو اس پر نہیں کہ privatization نہیں ہونی چاہیے ۔تو اس بات کی ہمیں صدر صاحب کو ' وزیر اعظم صاحب کو اور شیخ صاحب کو مبارک باد دینی چاہیے کہ انہوں نے ایک ایسا عمل شروع کیا ہے جس کی اس پورے ایوان میں مخالفت نظر نہیں آتی ہے تو ایک اصولی چیز جو ہوئی ہے کہ ہر ایک ملک میں چاہتا ہے کہ پاکستان کا جو بھی اقتصادی عمل ہے ' وہ اچھی طرح سے مضبوط ہو ' اور اس کے لیے privatization کا عمل شروع ہوا اور آج تک جو اس ایوان میں کچھ نشاندہی کی گئی ہے process کے لحاظ سے کی گئی ہے' یہ کہیں پر نہیں کہا گیا کہ اس پورے process میں تین سال میں اتنی privatization ہوئی ہے ۔ میرے خیال میں ابھی شیخ صاحب خود اس کا ذکر کریں گے تو بہتر ہوگا کہ انہوں نے دن رات کوششیں کی ہیں۔تو وہ بتائیں گے کہ وہ کوششیں کیا تھیں ؟ مگر آج تک اس ایوان میں ہم نے کہیں بھی یہ نہیں سنا کہ کوئی کرپشن ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ پچھلے چھ سالوں میں پاکستان میں جو ترقی ہوئی ہے اس میں ہم نے دیکھا کہ اقتصادی ترقی بہت نمایاں رہی ہے ۔یہ صرف GDP growth کی بات نہیں ہے ۔ ریونیو بڑھے ہیں اور اخراجات پر کنٹرول ہوا ہے ۔ پاکستان کی معیشت مضبوط ہوئی ہے۔لوگوں کا سرمایہ باہر سے آیا ہے ۔یہاں کی سٹاک ایکس چینج بڑھی ہے۔ یہ سارے indicators اگر ہم دیکھتے ہیں تو یہ ایک معاشی پالیسی کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس معاشی پالیسی کا حصہ یقیناً privatization کا عمل ہے ۔deregulation ہے ۔privatization ہے اور صاف ظاہر ہے۔ globalization کی جب ہم بات کرتے ہیں تو کیا میرے ساتھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پاکستان اس گلوبل عمل سے ہٹ کر ایک اپنی دنیا بنا سے ؟ پھر کیا ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔یہ ممکن نہیں ہے ۔اگر آج پاکستان کی ایکسپورٹ پندرہ بلین تک چلی گئی ہے تو کیا یہ globalization کا عمل نہیں ہے ؟ WTO اور آنے والا ہے' آچکا ہے یا آرہا ہے ۔یہ سارا عمل جو ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان اس کا مقابلہ کر رہا ہے ۔تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جو کچھ ہوا ہے اس میں کہیں الحمدللہ اس بات کی

نشاندہی نہیں ہوئی ہے کہ کوئی کرپشن ہوئی ہے ۔ ہاں یقیناً process کے متعلق سوالات ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے منسٹر صاحب قابل وزیر ہیں وہ اس پورے process کو جب conclude کریں گے تو یقیناً ہمارے دوستوں کے سوالات کا جواب اس میں آ جائے گا۔جہاں تک اس privatization کا تعلق ہے وہ پاکستان کے interest میں ہے نہ کہ کسی وزیر کے interest میں گئی ہے کیونکہ یہ ماضی میں ہوا ہے ۔ وزیر گرفتار بھی ہوئے ہیں اور اس لیے ہوئے کہ ان پر الزامات تھے۔الحمدللہ ایسی کوئی چیز پچھلے دور میں ہمیں نظر نہیں آئی ہے جو چل رہا ہے اس میں بھی نظر نہیں آئی ہے ۔تو یہ پاکستان کے interest میں ہے کہ پاکستان کی اقتصادی حالت بہتر ہو اور پاکستان کا جو principled stand ہے کہ ہماری independence برقرار رہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم سب جانتے ہیں کہ آزادی لینا بہت مشکل کام ہے مگر اس سے کہیں زیادہ مشکل کام وہ ہے کہ آزادی کو maintain کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آزادی کی علامت یہی ہے کہ اگر پاکستان کے خطے میں کہیں راکٹ میزائل چلتے ہیں اور کسی دوست ملک نے افغانستان سے' پاکستان کے بارڈر سے باجوڑ کے علاقے میں حملے کیے ہیں تو اس کی مذمت خود صدر صاحب کرتے ہیں ۔ وزیر اعظم خود کرتے ہیں اور ابھی جو دورہ conclude ہوا ہے جس میں وزیر اعظم صاحب نے وہاں پر وہی باتیں کیں جو یہاں ہو رہی ہیں۔تو پاکستان کی اقتصادیات ' پاکستان کی آزادی پر کسی طرح سے کوئی effect نہیں ہو رہا ہے اور اس سے پاکستان کی اقتصادیات مضبوط ہوں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی مضبوط ہوگی ۔ جہاں تک welfare state کا تعلق ہے تو کیا welfare state میں یہ نہیں ہوتا ہے کہ اقتصادیات مضبوط ہوں اور جس میں لوگوں کی جمہوریت واپس آ گئی ہو ۔الحمد للہ transaction جو ہے وہ جمہوریت کی طرف سویلین civilian elected government آ چکی ہے اور یہ سینیٹ میں بھی ہم نے دیکھا کہ ایک transparent balloting ہوئی ہے ۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ چار' پانچ سال جو local government system چلا ہے ' اس کے دوسرے local elections بھی ہوگئے اور انشاء اللہ 2007 میں دوسرے elections بھی ہو جائیں گے تو یہ پورا سیاسی' اقتصادی اور سماجی عمل جو چل رہا ہے یہ پاکستان کو ایک welfare state بنانے کے لیے کیا جا رہا ہے اور میرے خیال میں بہتر یہ ہوگا کہ ہمارے دوست اس چیز کی طرف نشاندہی کریں کہ اس عمل کو مضبوط سے مضبوط

تر کرنے کے لیے کیا سفارشات ہیں۔ یقیناً یہ پورا معاملہ فنانس کمیٹی میں جا سکتا ہے ہم بھی اس کمیٹی کے ممبر ہیں، ہم چاہیں گے کہ وہاں discuss کریں مگر discuss کرنے کے لیے کوئی چیز تو ہو۔

اب کہا جا رہا ہے نجکاری کے عمل کو اس ایوان میں لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ ایک Executive ہوتی ہے اور ایک Legislative ہوتی ہے۔ Legislative کا کام کچھ اور ہے اس کا کام یہ نہیں ہے کہ بیٹھ کر process بنائیں، ان کا کام یہ ہے کہ جو قانون بنا ہے--- میں نے ایک دوست سے بھی یہ نہیں سنا کہ یہ نجکاری کا جو قانون بنا ہے اس میں کچھ خامیاں ہیں، اس کو بہتر کرنے کے لیے تجاویز آتیں تو اسی فلور پر آ جاتیں، وہ نہیں ہوا۔ اس کا مقصد یہ ہے نجکاری کا عمل درست ہے، اقتصادیات کا عمل درست ہے اور قانون سازی کی نشاندہی نہیں کی گئی اور یہاں فاضل وکیل تشریف فرما ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں، نائیک صاحب بھی ایوان میں تشریف لے آئے ہیں، ان کی طرف سے اگر کوئی ایسی recommendation آتی تو یقیناً ہم سمجھتے کہ یہ professional contribution ہے مگر اس وقت جو تجاویز آئی ہیں وہ process پر ہیں، process کے سلسلے میں ظاہر ہے وہی ہوگا جو Executive چاہے گی، یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ مقننہ، انتظامیہ کا کام کرے تو میں یہ کہوں گا کہ آئیے ہم اپنا کام کرتے ہیں اور جو Executive کام ہے وہ حفیظ صاحب اور حکومت جو کر رہی ہے ان کو کرنا چاہیے، نجکاری کا جو پورا فلسفہ ہے اس پر کہیں پر contradiction نہیں آئی لہذا میں یہ کہوں گا کہ آئیے پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے ان چیزوں پر بحث کریں اور اس ایوان کا وقت ان چیزوں پر لگائیں ان میں مقننہ کا جو کام ہے قانون سازی اگر اس کی ضرورت ہو تو یقینا میں ان دوستوں کے ساتھ ہوں گا ورنہ ہم یہ کہیں گے کہ آئیے حفیظ صاحب کو سنیں کہ وہ اس process کے بارے میں کیا روشنی ڈالنا چاہتے ہیں، بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ سعدیہ عباسی صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، جناب چیئرمین! میرے ساتھیوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان باتوں کو repeat نہیں کرنا چاہوں گی اور اس side of aisle جو ہمارے ممبران نے کہا ہے ان

کو endorse کرتی ہوں۔ صدر عباسی صاحب' پاکستان سٹیل مل کے حوالے سے تفصیل بتائیں گے۔ میں صرف دو ' تین باتیں کہنا چاہوں گی کہ اس حکومت کا جتنا عمل نجکاری کا ہوا ہے اس پر ایک question mark ہے ' ہر ایک deal پر ایک question mark ہے ۔ ہر process پر ایک question mark ہے اور انشاء اللہ وقت آنے پر پائی پائی کا حساب لیا جائے گا۔ کوئی بھی یہ نہ بھولے کہ ان باتوں کا حساب نہیں لیا جائے گا اور ان باتوں کو درگزر کر دیا جائے گا ۔ نوید قمر صاحب نے صرف اتحاد کیمیکز کی نجکاری پر دو سال جیل میں کاٹے' جو کچھ ان کی فیملی پر گزرا' ان کے بوڑھے والدین پر گزرا' جو کچھ ان کی بیوی بچوں پر گزرا اور جو اثرات ان کے بچوں پر ہیں وہ آج تک ہیں اور آخر میں کیا نتیجہ نکلا' کچھ بھی نہیں ۔ اس لیے ان کی ہر چیز کا حساب لیا جائے گا ۔ ان باتوں کو چھوڑا نہیں جائے گا مطلب ہے کہ ملک کے assets کو اگر آپ کوڑیوں کے دام بیچ دیں اور کسی اور کے حوالے کر دیں تو پھر اس ملک میں کیا رہ جاتا ہے ۔ میں آپ کو Uni Kaul کی sale کا issue شروع ہوا اور اس کو US policy makers نے Congressmen اور سینیٹرز نے lobby کرکے block کیا۔ اس پر debates ہوئیں اور وہ کئی دنوں تک چلیں۔ میں صرف چند فقرے آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتی ہوں۔ اس میں انہوں نے کہا کہ

we wish to avoid traffic consequences for the American people. We do not want to give outsiders unprecedented and dangerous power to manipulate the economy. We are against those who want to exploit the people. We are against those who only work for profit. They do not care about the health, welfare and the safety of the people.

جناب چیئرمین! اس کے اوپر میں نے 23rd of December کو Call Attention Notice ڈالا تھا کہ اس deal کے بارے میں بتایا جائے کہ کیا deal ان کے ساتھ یہ negotiate کر رہے ہیں' آج تک وہ اس House میں نہیں آیا اور یہ ایک headline تھی کہ Itesalat gets relaxation in payment جس طرح انہوں نے یہ policy adopt کی ہوئی ہے اور جس طرح یہ لوگ اس کو آگے لے کر جا رہے ہیں جیسے کہ یہ ان کی کوئی ذاتی جاگیر ہے۔ یہ اس ملک

کے assets ہیں۔ یہ پاکستان سٹیل کے بارے میں یہ ہماری بات کو ridicule کرتے ہیں، کئی بار ہم نے یہ بات اٹھائی ہے کہ جی strategic assets کیا ہوتے ہیں۔Uni Kaul کی deal کو اگر American policy makers نے روکا تھا چونکہ Chinese خریدنا چاہتے تھے، وہ ایک commercial venture تھا؛ ایک private venture تھا، اس میں حکومت کا کوئی تعلق نہیں، اس کے باوجود انہوں نے کیا، انہوں کہا کہ it relates to the strategic asset of our country. Strategic assets کیا ہوتے ہیں اور یہ ہر وقت اس کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے strategic asset جس میں

the long term interests of the country are dependent. Economic interests of the country are dependent, where the defence needs of the country are dependent.

ان لوگوں نے پاکستان کی آنے والی نسلوں کو جکڑ دیا ہے۔ آنے والی نسلوں کے لیے اور آنے والی حکومتوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے اور کب تک یہ اسی طرح چلتا رہے گا اور ہم آواز نہیں اٹھائیں گے، ہمارا فرض ہے آواز اٹھانا اور ہمارا فرض ہے کہ لوگوں کو اس کے بارے میں بیدار کرنا۔ انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا وہ وجوہات تھیں، کیا وہ policy imperatives تھے کہ ملک کی banking ملک کا telecom sector اور ملک کی heavy industries, steel ہے اس کو privatize کیا گیا ہے، ان باتوں کا حساب یہ کبھی بھی نہیں دے سکیں گے اور ابھی صفدر عباسی صاحب آپ کو بتائیں گے کہ کس طریقے سے انہوں نے اس چیز کو خاص track پر ڈالا یعنی پاکستان کی privatization کو۔

I am against the privatization of Pakistan's Steel. It is against the vital interests of Pakistan and those who are going ahead with it, they are doing no service to the people of Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، جناب ثناء اللہ بلوچ۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس

انتہائی اہم اور حساس موضوع پر مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب چیئرمین! نجکاری کے حوالے سے یا privatization کے حوالے سے یہ ہماری پہلی بحث اس ایوان میں نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی تفصیل کے ساتھ ہم نے Privatization Commission کے مکمل عمل اور اس کے غیر آئینی ہونے پر اپنے تحفظات کا ذکر کیا تھا۔ ہم نے اس وقت یہ بات سب سے پہلے بجائے یہ کہ کس sector میں کون سی کمپنی یا کونسے unit کو، کون سے منافع بخش یا غیر منافع بخش unit کو بیچا گیا۔ ان سب چیزوں سے قبل یہ بتایا کہ پاکستان ایک federation ہے اور اس federation میں اسلام آباد صرف اس کی unity کو represent کرتا ہے۔ اس کے assets کا مالک، اس کے سارے معاملات کا مالک، اس کے سارے روپے، پیسے کا مالک اسلام آباد نہیں ہے۔ اسلام آباد 904 Sq Km پر مشتمل ایک علاقہ ہے جہاں پر federation کے representatives آ کر یہ decide کریں گے کہ اس federation کے assets کا مستقبل کیا ہونا چاہیے اور بالخصوص جناب والا! federation کو جو represent کرنے والے ادارے ہیں وہ صوبے ہیں، وہ federating units ہیں اور جب Privatization Commission کا جو legal framework order جس کے تحت وہ introduce کیا وہ Privatization Commission Ordinance 2000 وہ صریحاً جناب والا! صوبوں کے اختیارات یا وفاقی وحدتوں کے تمام اختیارات کو کلیتاً ان کو مسترد کرتے ہوئے یا ان کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے متعارف کروایا گیا اور جو federation کے assets ہیں جو مختلف صنعتوں کی صورت میں ہیں، جو مختلف کمپنیوں کی صورت میں ہیں، جو مختلف منافع بخش اداروں کی صورت میں ہیں جو پوری federation کے ساتھ interlinked ہیں ان کو اسلام آباد میں Privatization Commission کے دو چار خوبصورت کمروں میں بیٹھ کر بیچنے کی policy اپنائی گئی ہے اور یہ در اصل جناب والا! Constitution کی violation ہے کیوں کہ یہ تمام assets اور اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ ان assets کو بیچنے کے بعد جو پیسا حاصل ہو گا اس کا 90% قرضوں کی ادائیگی میں خرچ ہو گا اور اس کا 10% پاکستان میں غربت کے خاتمے کے لیے خرچ کیا جائے گا لیکن پاکستان میں اس وقت تک میرے خیال میں جناب والا! 119 جو total units Privatization Commission کے پاس ہیں، اس وقت اس میں 91 units جو ہیں وہ بیچ دیے گئے ہیں۔ اگر Privatization

Commission کے پاس یہ ایجنڈا تھا کہ 119 units بیچنے کے بعد پاکستان پر سے قرضوں کا بوجھ ختم ہو جائے گا اور پاکستان کے کاندھوں سے قرضوں کا بوجھ ہٹ جائے گا۔ جناب والا! ہمیں Privatization Commission یہ بتائے کہ جو framework order یا جو ordinance تھا Privatization Commission Ordinance 2000 کے تحت جو criterion fix کیا گیا تھا کہ جی 90 فیصد قرضوں کی ادائیگی میں خرچ کیا جائے گا۔ پاکستان کے کاندھوں سے کتنے قرضے ختم ہوگئے Privatization Commission کے عمل کی وجہ سے کیونکہ پاکستان کے قرضے آئے دن بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کے پاس جو 119 units تھے جو کہ Privatization Commission کے under آتے تھےاس میں اس وقت تک جناب والا! 91 units تو یہ بیچ چکے ہیں۔ اب رہ جاتے ہیں .28 units ان کو بھی کوڑیوں کے دام بیچنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

بی بی سعدیہ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ کہا جناب والا! کہ اس وقت پاکستان میں جنگل کا قانون ہے۔ ہم تو بادشاہ لوگ ہیں' ایسے ہی اپنا بھی وقت ضائع کر رہے ہیں' آپ کا بھی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس وقت پورے پاکستان کی political sovereignty اور پورے پاکستان کی economic sovereignty بیچ دی گئی ہے۔ اس کا منافع چند اشخاص اور چند افراد کے ہاتھوں میں ہے' جن کے بیٹے' جن کے بھائی نیو یارک میں' دبئی میں یا عرب ممالک میں بیٹھ کر مستقبل میں کاروبار کا سوچ رہے ہیں۔ میں حال ہی میں دبئی گیا تھا' میری ایک colleague کہہ رہی تھیں کہ آپ نے بلوچستان سے متعلق بہت سخت interview دیے ہیں۔ میں نے کہا اگر میرا بس چلے تو میں خداوند تبارک تعالیٰ کے حضور بھی جاکر بلوچستان کے امن' بلوچستان کی بقا' بلوچستان کے لوگوں کی خوشحالی کے لیے رونا' پیٹنا کروں گا۔ دبئی تو یہاں سے دو' چار گھنٹوں کے فاصلے پر ہے اور مجھے بعد میں پتا چلا کہ وہاں پر بلال مشرف تیل کی کمپنیوں کے ساتھ کاروباری--------

جناب چیئرمین، میرے خیال میں کوئی ایسا نام نہ لیں جو یہاں پر موجود نہ ہو۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، اچھا جناب۔ یہ کیا ہوا؟

جناب چیئرمین، یہ rule ہے' آپ ہی کے parliamentary rules ہیں۔

Those who can't defend themselves or who are not here, those who are not present to defend themselves here, you know it very well, Abbasi sahib you know the rules

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، ٹھیک ہے۔ ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم غدار ہیں' بیرونی دنیا سے امداد لیتے ہیں' آپ نے آج تک اتنی محبت کا اظہار نہیں کیا کہ بھئی ان غریبوں پر الزام مت لگاؤ۔ ہم نے تو ابھی تک الزام بھی نہیں لگایا۔ ہم نے یہ کہا جناب والا! آپ اگر تھوڑی سی توجہ دیں' اس وقت کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جناب! پورا پاکستان اپنے تمام industrial units, اپنی economic sovereignty, اپنی political sovereignty کے ساتھ دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا گیا ہے۔ ہم سے ماسوائے ایک لپٹی لپٹی سیاست کر رہے ہیں' صرف یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ جی ہم دوسروں کے جہازوں کو یہاں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے' ہم اپنی صنعتیں بیچ کر اپنا قرض اتاریں گے اور اس کے بعد ہم غربت کے خاتمے کے لیے دس فیصد رقم مختص کر کے غریبوں کو' جبکہ ہمارے پاس 63% ایسے لوگ ہیں جو poverty line سے below زندگی گزار رہے ہیں' ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے اور ایک خوشحال معاشرہ بنائیں گے۔ ایسے تصورات قائم کیے ہیں جن اہداف کا حصول ناممکن ہوگیا ہے۔ یہ حقیقت ہے' ہم انکار نہیں کرتے۔ جناب والا! جو industrial age تھی' جو industrial era تھا federalism کی' democracy کی کیونکہ democracy نے' federalism نے دراصل جنم لیا industrial era کے دوران' آج سے دو سو سال قبل اور اس وقت highly centralized government and highly centralized economies بڑی feasible ہوتے تھے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ آج دنیا information age میں داخل ہوگئی ہے اور آج کا جو era ہے وہ information federalism کی طرف بڑھ رہا ہے لیکن جناب والا! information age federalism کی طرف یا governance کی طرف یا economies کی طرف بڑھنے میں آپ یہ تو realize کرتے ہیں کہ تمام کارخانے کوڑیوں کے دام بیچیں۔ آپ تمام اختیارات صوبوں کو یا کوئی دوسرے اداروں کو منتقل کرنے کی بجائے

private sector کو دھڑا دھڑ دینے کے لیے تو آمادہ ہیں لیکن اسی طرح کی decentralization کی پالیسی آپ politics میں کیوں نہیں اپناتے؟ جب تک political stability نہیں ہوگی، جب تک سیاسی طور پر آپ اختیار کو تفویض نہیں کر پائیں گے، آپ کی معاشی عدم اختیارات کی یہ پالیسیاں جناب والا! کبھی بھی بہرہ ور ثابت نہیں ہوں گی۔ آپ ان کے ثمر سے کبھی بھی فیض یاب نہیں ہوں گے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نفرتیں کھڑی کر رہے ہیں۔ یہ تمام assets ان غریب، محکوم صوبوں کے ہیں جن کے مال اور دولت کی بدولت آپ نے یہ سارے assets بنائے۔

آج پاکستان میں تقریباً 9000 سے زیادہ industrial units ہیں اور آپ surety, guarantee ان اداروں کو کیسے دے پا رہے ہیں کہ کل صوبے اپنے اس اختیار سے دستبردار ہو جائیں گے۔ ہم جناب والا! یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ Privatization Commission کے تحت کوئی energy sector میں اگر آ رہا ہے، کوئی دوسرے sector میں آ رہا ہے، یہ ہم on the record بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر بلوچستان کی عوام، اپنی political and economic sovereignty حاصل کر گئے، ہم نے اپنی خودمختاری حاصل کر لی تو جناب والا! کسی بھی ایسے ادارے کو جس کو privatization commission نے بیچا ہو اور پیسے اسلام آباد کھا گیا ہو، بلوچستان اس کو ایک کیوبک فٹ گیس فراہم نہیں کرے۔ آج آپ کی تمام economy ہماری انرجی پر base کرتی ہے۔ آپ پوری دنیا میں رو رہے ہوتے ہیں کہ ہماری economy کو توانائی کی ضرورت ہے اور یہ جو کمپنیاں آپ صوبوں کی مرضی اور منشا کے بغیر privatize کرنے جا رہے ہیں۔ صوبوں کی اسمبلی سے کبھی آپ نے ایک دن بھی تکلیف نہیں کی کہ کہ یار ایک قرارداد بھیج دی جائے اور ان کو کہہ دیا جائے کہ privatization کا اتنا بڑا عمل ہو رہا ہے۔ اتنا روپیہ پیسہ involve ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ یہ کرنا چاہتی ہے۔ وفاقی وحدتوں کا اس سلسلے میں رویہ کیا ہے۔ آیا وہ نجکاری کے عمل کو support کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ پھر آپ کو معلوم ہوتا کہ federation چاہتا کیا ہے۔ میں خبردار کرنا چاہتا ہوں ان تمام لوگوں کو جو پرائیویٹائزیشن کے نام پر دھوکہ کھا کر پاکستان میں آ کر اپنا سرمایہ لگا رہے ہیں۔ ان کے سرمائے کو ایک پیسے کا بھی تحفظ حاصل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، I think تھوڑا سوچ سمجھ کر بولیں۔ جو چیزیں قومی interest کی ہیں۔

سینیٹر عناء اللہ بلوچ ، کچھ قومی interest کی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین ، یہاں پر unemployment ہے .We need investment ایسی باتیں نہ کریں۔

سینیٹر عناء اللہ بلوچ ، جناب والا! آپ کو investment چاہیے، آپ کو انرجی چاہیے، لیکن اگر قومی یکجہتی کی بات ہوتی۔ جناب والا! اگر قومی مفاد کی بات ہوتی تو ہمارے لوگوں کو زہریلی گیس، گن شپ ہیلی کاپٹروں اور بمبار طیاروں کے ذریعے تباہ و برباد نہ کیا جاتا۔ یہ قومی interest صرف کارخانوں تک، خزانوں تک، پیسے تک محدود ہے۔ انسانوں کی بات قومی interest میں کیوں نہیں کی جاتی۔ غریب اور محکوم لوگوں کی کیوں نہیں بات کی جاتی۔ جناب چیئرمین! میں صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں، میں اپنے federating unit کے behalf پر آدھے پاکستان پر مشتمل ہمارا رقبہ ہے۔ پچاس فیصد انرجی ہم پاکستان کو فراہم کر رہے ہیں۔ مستقبل میں پاکستان کا تمام ٹریڈ روٹ بلوچستان سے گزرے گا۔ تمام پورٹس بلوچستان میں ہونگے۔ میں بلوچستان کی عوام کے behalf پر کہہ رہا ہوں کہ privatization کا جو بھی عمل ہے وہ federating unit کے احساسات اور خواہشات کو پامال کر کے اپنے مالی مفادات کے لئے اسلام آباد کر رہا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی federating unit مستقبل میں ایسی privatization کی حمایت نہیں کرے گا اور اس کو own بھی نہیں کرے گا۔ اس حکومت کے خاتمے کے بعد آپ دیکھنا کہ کتنے بڑے مسائل privatization, کے اس کے عمل، اس میں غبن اور اس میں لوٹ مار کے حوالے سے سامنے آئیں گے۔ بی بی سعدیہ نے بڑے اچھے انداز میں کہا کہ جناب والا! ہمارا ایک دوست تھا نوید قمر۔ وہ بیچارہ ایک کمپنی کو privatize کرنے میں دو سال قید بھگتتا ہے۔ میں تو آپ کے بھانجے اور بھتیجے کے لئے --- انہوں نے 91 یونٹ privatize کئے ہیں۔ پتا نہیں دو سو، تین سو سال قید اس کو نہ پڑے۔ ہمارا بھائی ہے خدا نہ کرے۔

جناب چیئرمین، پلیز پلیز ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر عناء اللہ بلوچ ۔ لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ حکمرانوں کو پابند بنائیں کہ آپ جس طریقے سے انفرادی اور جس طرح سے اسلام آباد based policies بنا رہے ہیں۔ اس کو فیڈریشن کا' federating units کا اعتماد حاصل نہیں۔ یہ مستقبل میں federation کی اپنی political sovereignty and economical sovereignty کے لئے بہت بڑے مسائل create کر سکتے ہیں اور شاید یہ پاکستان کو آگے معاشی ترقی اور اقتصادی ترقی کی بجائے ' معاشی تباہی و بربادی کی جانب لے بڑھیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی غوری صاحب۔

جناب بابر خان غوری (وزیر برائے شپنگ)، شکریہ جناب چیئرمین! میرے معزز دوست نے پرائیویٹائزیشن پر جو تقریر کی۔ ہر آدمی کا اپنا اپنا موقف بالکل ہونا چاہیے۔ اس کو اختلاف بھی ہو سکتا ہے' چونکہ وہ اپوزیشن میں ہے ظاہر ہے وہ اختلاف کرے گا۔ لیکن میں ایک چیز clear کردوں چونکہ انہوں نے ریکارڈ پر بات کی ہے اور آپ نے اس کو حذف بھی کیا ہے۔ کہ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی مملکت کا کوئی صدر ہو' یا وزیراعظم ہو ان کی اولادیں ہوں' دونوں کی' چاہے وہ صدر پاکستان ہو یا وزیراعظم پاکستان کی اولادیں نہ کسی معاملات میں بولتی ہیں ' نہ دیکھتی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں ہوا ہے۔ عام لوگوں کی طرح وہ سفر کرتے ہیں' عام لوگوں کی طرح رہتے ہیں۔ جس شخصیت کے بیٹے کا انہوں نے نام لیا ان کے اقتدار میں آنے سے پہلے جہاں وہ job کرتے تھے وہیں پر job کر رہے ہیں۔ جہاں وہ رہتے تھے وہیں رہتے ہیں۔ جہاں تعلیم حاصل کرتے تھے وہیں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ دبئی وغیرہ سب کہانیاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی باتیں نہ کی جائیں۔ وزیر اعظم صاحب کے بچے جہاں پر موجود تھے آج بھی وہیں پر موجود ہیں۔ کوئی کسی کا نام استعمال نہیں کرتا جس طرح ماضی میں ہوا ہے۔ میں یہ خراج تحسین اپنے صدر کو' وزیراعظم کو اور ان کی family کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی family کو ان تمام معاملات سے الگ رکھا ہوا ہے۔ ایسی کوئی بات' کوئی رکن نہ کرے جو حقائق کے ساتھ نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ کوئی رکن ایسی کوئی چیز نہیں لائے گا جس میں کسی قسم کی ایک فیصد بھی حقیقت شامل نہ ہو۔

دوسرا میں حفیظ شیخ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جو ملک کے ادارے' آپ ماضی اٹھا کر دیکھیں' تاریخ دیکھیں جب کوریا نے پاکستان کا پانچ سالہ منصوبہ' ملک کی جو industrial growth جو ایوب خان کے زمانے میں ہوئی تھی اس وقت' اس منصوبے کو لے کر انہوں نے ترقی کی' آج وہ کہاں پر چلے گئے۔ ہم نے ان تمام اداروں کو تباہ کیا۔ Nationalize کیا وہ بالکل ختم ہو گئے۔ آج privatisation جس طرح ہو رہی ہے' کوئی ایک آدمی ایک بھی ثبوت پیش نہیں کرسکتا۔ میں اس پورے ہاؤس کو challenge کرتا ہوں کہ اگر وہ کوئی ثبوت پیش کردیں کہ کوئی corruption ہوئی ہے تو میں وزیر سے نہیں کہوں گا لیکن میں خود اس حکومت کی side سے resign کر دوں گا۔ لہذا آپ appreciate کریں کہ جو کچھ ہوا ہے وہ بالکل صاف شفاف ہوا ہے اور جو بھی ہو رہا ہے in the interest of the country ہو رہا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صفدر عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! دنیا کے اندر گزشتہ پندرہ سال سے جو تبدیلیاں آئی ہیں اور خصوصاً 1991ء کے بعد کہ جس میں وہ ممالک جن کا پولیٹیکل سیکٹر کے حوالے سے ایک economic system base تھا اس میں تبدیلیاں آئیں اور خصوصاً ان تبدیلیوں کی زد میں مشرقی یورپ کے ممالک' سوویت یونین اور چائنا کا نام سرفہرست ہے۔ اس دنیا کے اندر دو economic systems تھے جن کے اندر بعض وجوہات کی بنیاد پر' چاہے ان کے کوئی internal factors تھے یا ایسی وجوہات پیدا ہوئیں جن سے ایک economic system کو کافی بڑی زک لگی اور ان کو مجبوراً ایسی پالیسیز اختیار کرنی پڑیں جو کہ ان کے اپنے اس system کے لحاظ سے شاید صحیح نہیں تھیں۔ پاکستان بھی دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جس نے آنے والی تبدیلیاں adopt کرنے کی کوشش کی۔ Privatisation کا جو عمل دنیا کے اندر ابھرا اور بہت سے ممالک کے اندر یہ تبدیلیاں پیدا ہوئیں جس کی بنیاد پر انہوں نے state owned enterprises کو بھی privatise کرنا شروع کیا۔ لیکن جناب! اب جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے اور ایسے نتائج کی طرف رواں دواں ہے کہ جہاں آکر وہ ممالک جنہوں نے اس

privatisation کے عمل کو ---------جناب پیچھے گپ شپ ہو رہی ہے اس کو روک دیں۔

جناب چیئرمین، مہربانی کرکے معزز ممبر کو سنا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میری باتیں شیخ صاحب کے لئے بڑی مفید ہوں گی۔

جناب چیئرمین، شیخ صاحب سن رہے ہیں۔ جی صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! اس privatisation کے رد عمل میں یا اس disinvestment کے رد عمل میں آج آپ انہی یورپی ممالک جو western ممالک ہیں ان کے اندر چلے جائیں تو جتنے world economic forums ہوتے ہیں، جتنی وہاں پر meetings ہوتی ہیں، جتنی بڑی بڑی WTO meetings ہوتی ہیں اس کے خلاف، اس عمل کے خلاف جو کہ گزشتہ پندرہ بیس سال سے چل رہا ہے، اس عمل کے خلاف رد عمل کے طور پر لاکھوں لوگوں نے ان economic policies کے خلاف مظاہرے کئے ہیں جو دنیا کے اندر چلی ہیں۔ اس لئے کہ States کے اندر، اور ریاستوں کے اندر تو یہ ایک cleche بن گیا کہ جی privatisation or disinvestment لیکن لوگ satisfy نہیں ہیں۔ عام آدمی satisfy نہیں ہے۔ جو یورپ کے اندر ایک bureaucracy کا تصور تھا، کسی نے وہاں سے welfare State کے حوالے سے بات کی۔ جناب! پاکستان کے اندر welfare State تک پہنچنے کے لئے ابھی تو میمن صاحب آپ کو پچاس سال اور چاہییں۔ ان پالیسیز کے ساتھ آپ welfare State نہیں بنا سکتے جو آپ نے اب روا رکھی ہیں۔ تو خصوصاً وہ welfare States جو یورپ کی تھیں امریکن اور یورپ کی بنیادی اکانومی میں فرق یہ تھا کہ امریکہ کے اندر ایک privatised economy تھی۔ لیکن یورپ کے اندر ایک welfare State کا تصور تھا اور جونہی یہ privatisation or disinvestment کا عمل بڑھا تو یورپ کے اندر ایک شدید قسم کی resentment ہے اس عمل کے خلاف ہو سکتا ہے state اور گورنمنٹ کے level پر یہ privatization ہو رہی ہو، ان کے خیال میں investment ہو رہی ہو لیکن عوام کے خلاف ان میں ردعمل ہے۔ دنیا میں جتنی بھی ان کی بڑی بڑی conferences ہوئیں ہیں وہاں لاکھوں لوگوں نے اس عمل کے خلاف مظاہرہ کیا ہے جو

کہ یہ عمل یورپ اور امریکہ میں تیزی سے پھیلا۔

جناب والا! میں منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں سبق سیکھنا چاہیے کہ اس privatization کے عمل کے جو نتائج ہیں ان کو جب تک ہم سامنے نہیں رکھیں گے تو ہم کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پائیں گے۔ جو resentments ہوتی ہیں، جو لاکھوں لوگ اس privatization کے عمل میں بیروزگار ہوتے ہیں، اس پر ابھی تک ہم نے توجہ نہیں دی۔ ہاں آپ ضرور کہیں کہ جی ہم نے UBL کو privatize کر دیا ہے لیکن ایک رات میں آپ نے پانچ ہزار لوگوں کو نکال کر privatize کیا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے حبیب بنک کو privatize کیا لیکن آپ نے اس میں دس ہزار بندوں کو نکال دیا۔ آپ نے PTCL کو privatize کیا وہ ابھی تک privatization عمل میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن اس عمل کے نتیجے کے طور پر 30 ہزار بندے PTCL سے retrench ہو رہے ہیں، نکل رہے ہیں۔ کیا یہ عمل ہے privatization کا کہ جی آپ لوگوں کو نوکریوں سے نکالیں۔ ہاں اگر اس طریقے سے اگر آپ 30 ہزار بندے PTCLسے نکال کر اور State اس PTCL کو چلائے تو زیادہ منافع کما سکتی ہے بہ نسبت اتصالات کو دینے کے۔ اگر آپ دس ہزار بندے حبیب بنک سے نکالتے ہیں اور State اس کو چلاتی ہے تو وہ زیادہ پیسہ کما سکتی ہے۔ لیکن آپ نے اس privatization کے عمل میں اس retrenchment کو سامنے نہیں رکھا، آپ نے مزدور کو بیروزگار کیا، لاکھوں لوگ اس عمل کے دوران بیروزگار ہو چکے ہیں۔ جتنی بھی privatizations ہوئی ہیں اور میں یہ ریکارڈ پر کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم 50% privatizations ایسی ہیں کہ جن کے نتائج یہ ہیں کہ آج وہ mills بند پڑی ہیں۔

اگر آپ Steel Mills کے حوالے سے دیکھیں تو پاکستان میں Steel کی ساڑھے چار ملین ٹن requirement ہے اور Pakistan Steel Mills 1.1million ton پیدا کر رہا ہے۔ اگر ان لوگوں نے خریدنے کے لئے آنا ہے تو انہیں کہیں کہ آپ نئی mill لگا لیں، پاکستان تو steel کا net importer ہے۔ جناب! کم از کم آپ کے تین یونٹ ایسے ہیں جن کا تعلق سٹیل سے تھا۔ تین یونٹ privatize ہوئے ہیں اور وہ تینوں بند پڑے ہیں۔ حفیظ شیخ صاحب بہتر جانتے ہوں گے۔ جناب! اس کے بارے میں بابر غوری صاحب نے بہت واضح بات کی، میں ان کو

کہوں گا کہ وہ کراچی جائیں اور ان کے اپنے وہاں پر یونین کیمپ کے لوگ ہیں ان سے بات کریں کہ وہ Steel Mills کی privatization کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں' ان کی اپنی پارٹی کے لوگ اس privatization کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں۔ general perception یہ ہے کہ Steel Mills وہاں کی زمین کو ہتھیانے کے لئے بیچی جا رہی ہے' وہاں پر اس وقت جو Steel Mill کا جو area ہے وہ 14 ہزار ایکڑ ہے۔ وہاں ہر آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ Steel Mill کو صرف اس لئے privatize کیا جا رہا ہے کہ اس میں سے کم از کم دس ہزار ایکڑ کو ہتھیا کر کوڑیوں کے مول بیچا جائے۔ جناب! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ سندھ میں ایک اور issue کھڑا کرنے جا رہا ہیں۔ اس لئے کے سندھ گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ یہ ہماری زمین ہے' اگر وفاق نے ہم سے یہ زمین لی تھی تو Pakistan Steel کے حوالے سے لی تھی اور اگر اس زمین کو Pakistan Steel سے باہر نکالنا ہے تو پھر ہم یہ زمین ان کو دینے کو تیار نہیں ہیں' یہ ہماری زمین ہے ہمیں واپس کی جائے' آپ اس میں ایک اور مسئلہ کھڑا کرنے جا رہے ہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ حکومت کیا کرنے جا رہی ہے۔ MOU جو جنرل مشرف جن کی ہر چیز کو آپ sacrosanct سمجھتے ہیں' جن کے کہے ہوئے ہر لفظ میں ہم لوگ بچھے جاتے ہیں۔ انہوں نے خود جا کر Russian federation میں Pakistan Steel Mills کی expansion کے لئے یہی balancing, کیا' اس میں بہت لمبے چوڑے artricles ہیں جو کہ MOU sign modernization, restructuring پر ہیں کہ کیا کیا چیز اس میں لگے گی۔ billets mills, hard strip mills, cold rolling mills اور جناب اسی MOU کے نتیجے میں یہاں CDWP کی meeting ہوتی ہے۔ جناب! اس کے minutes شیخ صاحب کے لئے میرے پاس ہیں' چاہیں گے' ان کے حوالے بھی کروں گا لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کو سب پتا ہے۔ جناب! 1st Febru CDWP کو یہ meeting کی ہوتی ہے جو کہ ایک primary چیز ہے' کسی بھی پیر کو implement کرنے کے لئے' Government کی کسی بھی economic policy implement کرنے کے لئے جس نے approval دی۔ اس MOU کی روشنی میں یہ لکھا ہوا ہے کہ MOU was signed between وغیرہ' اس کی روشنی میں انہوں نے یہ appro دی کہ یہ expansion, balancing, modernizati n کرنے جا رہے ہیں اور 12

February کو اس کی انہوں نے notification نکالی۔ جناب! مجھے پتا نہیں ہے کہ درمیان میں کس طرح Prime Minister صاحب ایک meeting call کرتے ہیں اور اس میں یہ 10 February 2005 کے minutes ہیں کہ بیک جنبش قلم پاکستان سٹیل کا Board of Director change ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے ایک نیا phrase دیا۔ اس حکومت نے phrases کے اندر تو مطلب ہے' ہر چیز لتاڑ کر رکھ دیا۔ This is fast track privatization. Sir, what is fast track privatization? میں نے اپنی زندگی میں کوئی fast track کا نام نہیں سنا' fast track کا مطلب تو یہ ہے کہ ایک چیز کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچ دینا۔ ایک نیا phrase coin کر کے اس کے حوالے سے ایک نیا phrase شیخ رشید نے اس دن دیا تھا جو کس چیز کے بارے میں تھا۔ Another issue sir, یہ fast track privatization پر پاکستان سٹیل کو ڈال دیا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت کے کس عمل کو نہ مانیں۔ February 2003 کے عمل کو جس کے تحت جنرل مشرف نے یہ MOU sign کیا یا CDWP کے اس عمل کو پہلی فروری کو انہوں نے یہ notification issue کیا کہ ہم expand کریں گے' Government of Pakistan, Pakistan Steel Mills کو expand کرے گی یا 10 February کے اس عمل کو کہ جس میں Board of Directors change ہوتا ہے اور Pakistan Steel Mills کو fast track پر what is privatization sir ? Sir, ہر believe کریں۔ تو مجھے یہ حکومت بتائے کہ ہم اس کے کس عمل پر Disgusting. جگہ تضاد ہے حکومت کے ہر policy میں تضاد ہے۔ چاہے وہ آئینی ہو' چاہے وہ معاشی ہے' چاہے وہ economic ہو' چاہے وہ social ہو' چاہے وہ political ہو' ان کی ہر چیز میں تضاد ہے۔ فیصلے کرتے ہیں' یکطرفہ' کوئی institutional direction نہیں ہے۔ بات کرتے ہیں کہ Parliament صرف قانون بنانے کے لئے ہے۔ Sir, the Parliament is here for over sight, Parliament is here for over sight, it is must... پاکستان کے ہر عمل میں Parlaimentary over sight کو نکال باہر کریں گے تو وہ کوئی جمہوریت نہیں ہے۔ یہ لوگ چاہتے یہ ہیں کہ Parliamentary over sight کو ختم کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر عمل پر اور بالکل ساجد میر درست کہا UNICOL کی privatization کو روکا' اس لئے کہ وہ ان کے

national interest کے خلاف تھی۔ Sir, تو Pakistan Steel Mills کے اندر بڑے serious گھمبیر مسائل ہیں۔ میں request کروں گا' میں معذرت چاہتا ہوں کہ privatization پر اور institutions پر بہت کچھ بول سکتا ہوں جو ابھی شیخ صاحب نے اسی دوران ان تین' چار سالوں کے اندر کئے ہیں۔ انہوں نے ان کو بالکل صحیح یاد کرایا' اب تو وہ Minister بن گئے ہیں لیکن جو ہر Chairman Privatization Commission کا آیا ہے' اس سے پوچھیں کے اس پر کیا گزری ہے۔ جنرل سعید قادر سے لے کر خواجہ آصف تک اور نوید قمر صاحب تک۔ میں ان سے یہ request کروں گا کہ خدا کے واسطے privatization کے اس عمل کو own نہ کریں' کوئی fast track privatization نہیں ہوتی' اگر آپ نے privatization کرنی ہے تو stake holders ہیں' وہاں کے مزدور ہیں۔ پاکستان سٹیل سے لگاؤ رکھنے والے بے تحاشہ لوگ ہیں' we will have to take them into confidence اور اگر آپ نے ان کو confidence میں نہ لیا تو اس کے نتائج اتنے بھیانک ہوں گے وہاں پر جو باتیں چل رہی ہیں' میں نے پہلے آپ کے گوش گزار کی ہیں۔

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں اس privatization کے' دنیا کے اندر جو privatization ہوئی ہے' آپ بالکل صحیح کہتے ہیں لیکن اب اس کے خلاف resentment کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ چاہے وہ America ہو' چاہے وہ Europe ہو' چاہے Western Europe جو کہ privatization کے عمل کے داعی ہیں' چاہے Latin America ہو۔ اس لئے اس عمل کے ساتھ جو crisis پیدا ہوں گے' ان لوگوں نے دوبارہ سوچنا شروع کیا کہ جو واقعی کرتے جا رہے تھے' کیا وہ صحیح تھا؟ اس سے پہلے کہ پاکستان کے اندر وہ ردعمل شروع ہو' پاکستان کے اندر بھی وہی ردعمل شروع ہو' ہم جس کے تحت یہ جو process ہے' لوگ نکل کر باہر آ جائیں۔ میں چاہوں گا کہ حکومت اس کو review کرے۔

تو میں چاہوں گا کہ حکومت اس کو review کرے۔ اس کے اچھے نتائج کو اپنائے اور برے نتائج کو رد کرے۔ اگر ہم نے یہ کیا تو ہم بہتری کی طرف جائیں گے اور اگر یہ نہیں کیا

تو جناب میں آپ کو یہ بتانے جا رہا ہوں کہ پاکستان انقلاب کے لئے تیار ہوچکا ہے اس وقت جو economic situation پاکستان کی ہے وہ invite کررہی ہے انقلاب کو ۔ پھر وہ انقلاب کس طرف جاتا ہے نہ وہ آپ judge کرسکتے ہیں اور نہ کوئی اور ۔ بہت مہربانی ۔

جناب چیئرمین، محمد اکرم صاحب ۔

سینیٹر محمد اکرم ولی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اتنے اہم موضوع پر مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا ۔ جناب چیئرمین! ملک کی معیشت میں Privatization کا جو عمل دخل ہے میں سمجھتا ہوں اگر اس کو ملک کے مفاد میں رکھ کر اگر دیکھا جائے تو پاکستان اس کی ایک زندہ مثال ہے ۔

جناب چیئرمین! وہ اس طرح سے کہ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے جتنی بھی Public Sector کے ادارے ہیں ان کے ساتھ تمام حکومتوں نے اور اگر آپ دیکھیں تو تمام ادوار میں ان کو اتنا نقصان پہنچا ہے جو اس کی حدیں عبور کرچکا ہے ۔ ہمارے ایک بھائی یہاں سے Steel Mills کی بات کر رہے تھے جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا Steel Mills پچھلے دور حکومت میں کن حالات سے گزری ہے ۔ بدعنوانیاں عروج پر تھیں ۔ کرپشن عروج پر تھی اور یہاں تک کہ سیاست اور سیاسی background کے اوپر اس ادارے میں بے پناہ بھرتیاں ہوئی تھیں ۔ اگر اسی طرح اداروں کو چلانا ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی ادارہ کامیاب ہو سکے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ interrupt نہ کریں ان کو بول لینے دیں ۔ آپ Senior Parliamentarian ہیں صفدر صاحب ایسا نہ کریں ان کو بول لینے دیں ۔ تشریف رکھئے ۔ جب بول لیں پھر آپ بات کریں ۔

سینیٹر محمد اکرم ولی، میں بالخصوص Steel Mills کی بات نہیں کر رہا ہوں میں کہتا ہوں جتنے ادارے privatize ہو رہے ہیں اور privatization کا مطلب اگر یہ ہے کہ اس پورے Unit کو rationalize کرنا' اس کی productivity بڑھانا اور ہم یہ نہیں کہتے کہ لوگوں کو گھروں کو بھیج دیا جائے یا ان کو unemployed کردیا جائے یہ مقصد

privatization کا نہیں ہے ۔ privatization کا مقصد ہوتا ہے کہ جو بدعنوانیاں ہو رہی ہیں آپ کے سامنے ہے' ہماری قومی ائر لائنز۔ میں تو request کروں گا کہ سب سے پہلے اس کی privatization کریں ۔ جہاں پر آٹھ ہزار ' نوہزار ملازمین کی گنجائش ہوتی ہے وہاں پر یہ چھبیس اور ستائیس ہزار ملازمین کے ساتھ کیا یہ ائرلائنز چل سکتی ہے ۔ یہی حال دوسرے sectors کا بھی ہے ۔ بدعنوانیاں' کرپشن PTCL کی مثال موجود ہے کہ کتنے لوگ PTCL میں ایسے تھے جنہوں نے PTCL میں مدتوں report بھی نہیں کی۔ وہ صرف وہاں سے تنخواہیں لیتے تھے ۔ کیا آپ ہمارے یہ بھائی اس کی support کررہے ہیں ؟ کیا وہ ان پالیسیوں کی support کر رہے ہیں ؟

جناب چیئرمین ! سارے sectors کے اندر ہزاروں ملازمین ایسے ہوتے ہیں جو institution میں آتے ہی نہیں ہیں پرائیویٹ جگہ پر نوکریاں کرتے ہیں اور تنخواہ اس ادارے سے اٹھاتے ہیں ۔ اگر اس حکومت نے ان چیزوں کو پاکستان کے مفاد میں لے کر privatization کرنی ہے تو کیا برا کر رہی ہے ۔ساری دنیا میں یہی طریقہ کار ہوتا ہے ۔ چھبیس ہزار ملازمین رکھے ہوئے ہیں ضرورت ہے آٹھ ہزار ملازمین کی ۔ حکومت کی پالیسی کے اندر قطعاً یہ شامل نہیں تھا کہ ان کو ملازمت سے فارغ کردیا جائے ۔ negotiation کے ذریعے 'Golden Shake Hands کے ذریعے ' ایک agreement کے ذریعے ان سے negotiate کرکے جو قومی اثاثے ہیں ان پر سے بوجھ کم کرنے کی کوشش کی جا رہی تو اس میں کیا اعتراض ہے کسی کو ۔ جہاں تک انہوں نے ایک اور بھی بات کی ہے کہ لوگوں کے اندر بے چینی ہے ۔میں کہتا ہوں لوگ مطمئن کیسے ہونگے ؟ اگر بیس ہزار ghost employees ہیں تو ظاہر ہے وہ مطمئن نہیں ہو نگے ۔ آپ Stock Market کو دیکھیں ' share holders کو دیکھیں ' جہاں privatization ہوتی ہے ان کی stock market چڑھتی ہے' اس لیے کہ لوگوں کو پتا ہے کہ اب یہاں پر سرمایہ کاری کرنے میں ان کو right rate of return ملے گا۔ اگر آپ اسی طرح سے کارپوریشن چلائیں گے تو share holders کبھی بھی satisfy نہیں ہونگے' آپ کو share holder, investor کی satisfaction دیکھنی ہے باقی اس کارپوریشن کا کام ہے کہ وہ ساتھ ساتھ ملازمین کے interest کا تحفظ کرے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک privatization

policy کا تعلق ہے اور جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ اس گورنمنٹ نے جاری نہیں کیا' یہ privatization تو پچھلی دو حکومتوں کی پالیسی کا بھی حصہ رہی ہے' ہم تو اس کو صرف شفاف اور fast track کر رہے ہیں۔ ان کے دورِ حکومت میں جو شفاف عمل نہیں تھا ہم اس کو ٹھیک کر کے آگے لے کر چلنا چاہ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا fast trak ہو اتنا اچھا ہے۔ جناب چیئرمین! گورنمنٹ کا کام business چلانا نہیں ہے' تمام لوگ اس پر agree کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کا کام پالیسی بنانا' چیزوں کو regulate کرنا اور consumers کا interest protect کرنا ہے۔ Business جس کا کام ہے' وہ ہی کریں تو چیز اچھی لگتی ہے۔ Organizations کے اندر مفاہیم موجود ہیں' جتنے لوگ چاہیے ہوتے ہیں' اتنے ہی لوگوں سے کام لیا جاتا ہے' ان کی productivity, human resource development پر کام کیا جاتا ہے۔ لوگوں پر invest کیا جاتا ہے تا کہ وہ کمپنی یا employer کو profit دیں یا جو بھی ان کی productivities ہیں' اس کو optimise کر کے دیں۔

جناب چیئرمین! ساری دنیا میں privatization ہوتی ہے' ضرورت صرف اس چیز کی ہے کہ یہ شفاف طریقے سے ہونی چاہیے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ complete process کے تحت Steel Mill کی نجکاری زیرِ عمل ہے۔ اسی طرح PTCL اور KESC پر کام ہوا' ہر چیز open طریقے سے کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کو یہ credit جاتا ہے۔ پریزیڈنٹ مشرف صاحب اور Prime Minister Sahib نے خاص طور پر نشاندہی کی تھی کہ اس کو open process اور شفاف عمل کے تحت ہر ایک کو bid کرنے کا موقع دیا جائے اور ان bids کے returns کے حوالے سے assets بیچنے یا privatize کرنے کے بعد جو revenue generate ہوں گے ان کو لوگوں کی ترقی' فلاح و بہبود' development schemes پر لگائیں تا کہ اس ملک کے اندر جو ایک سلسلہ چل پڑا تھا کہ PIA, KESC, PTCL ہزاروں لوگوں کو hire کریں' وہ job پر نہ آئیں اور تنخواہیں لیں' ہڑتالیں کریں۔ میں سمجھتا ہوں ہمارا ملک پاکستان ان چیزوں سے کافی suffer ہو چکا ہے' اب وقت آیا ہے کہ ان چیزوں کو rationalise کریں' تمام institutions کو rationalise کریں۔ میں اپنے اپوزیشن والے بھائیوں سے بھی گزارش کرونگا کہ اگر سیاست میں صرف اس مقصد سے خلاف بات کرنی ہے کہ چونکہ ہم اپوزیشن میں ہیں

تو میں سمجھتا ہوں یہ بڑی ناجائز بات ہے۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ سب ملک کا مفاد سامنے رکھیں، ٹھیک ہے اگر کچھ چیزوں میں ان کی کوئی suggestions ہیں، کوئی رائے دینی ہے، ضرور دیں، ہم سب اسی لیے یہاں پر ہیں لیکن as a matter of policy, privatization وقت کی اشد ضرورت ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی local institutions کو شفاف طریقے سے privatize کیا جائے، ہر ایک کو participate کرنے کا موقع ملے، جتنی fast track privatization چل رہی ہے اس کو maintain کرنا چاہیے اور اس کو آگے لے کر چلنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! employees کا interest بہت ضروری ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں بیروزگاری واقعی ایک پریشان کن چیز ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بیروزگاری ہو گی اور لوگ unemployed ہو جائیں گے اور اس چیز کو ذہن میں رکھ کر پورے ملک کی مشینری جام کر کے ہم کہیں کہ privatization نہیں ہونی چاہیے، اس سے لوگ بیروزگار ہو جائیں گے تو یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ چیئرمین صاحب! آپ نے خود PIA میں دیکھا تھا کہ سینکڑوں officers نے golden hand shake کو ترجیح دی۔ انہوں نے اس چیز کو ترجیح دی کہ آپ ہمیں golden hand shake دے دیں، ہم گھر چلے جائیں گے، ہم private, contract پر کام کر لیں گے، انہوں نے اس کو voluntarily accept کیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر employees کا مقصد حل ہو رہا ہے، آج آپ PSO, PTCL یا Steel Mill میں کسی قسم کی سکیم دیں گے تو وہ کیوں resent کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر employees کا مقصد حل ہو رہا ہے آج پی ایس او میں یا پی ٹی سی میں یا سٹیل مل میں اگر آپ کسی قسم کی سکیم ملازمین کو دیں گے تو وہ کیوں resent کریں گے بلکہ وہ تو پیسے لے کر کہیں اور job کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اسی طرح عمل آگے بڑھے گا۔ اگر آپ چھوڑ دیں گے تو وہی سترہ اٹھارہ ہزار ملازمین آئیں گے، نہیں آئیں گے۔ ایک نے ایک بینر اٹھا رکھا ہے دوسرے نے دوسری پارٹی کا جھنڈا لیا ہوا ہے، کسی نے تیسرا جھنڈا لیا ہوا ہے اور پوری کارپوریشن کو تباہ کرتے ہیں، نہ وہ کام پر آتے ہیں۔ ہڑتالوں میں وہ شریک رہتے ہیں۔ بدعنوانیاں عروج پر رہتی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ ملکی خدمت ہے۔ اگر اپوزیشن کے ہمارے بھائی یہ چیز چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی قسم کی ملک کی خدمت نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! آپ سمجھتے ہیں کہ share holders کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اگر ایک اچھی public sector کی کارپوریشن ہے جس کے اچھے results ہیں' اس کی balance sheet اچھی ہے' اگر اس کی productivity optimum level پر ہے تو لوگ اسی میں investment کرتے ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے جو public sector کی جو کارپوریشنز ہیں' پی آئی کے shares تمام لوگ دیکھتے ہیں' دیکھ لیجئے آپ۔ اب اس کے بعد Privatisation کے عمل میں آپ دیکھ لیں کہ کس طرح share holders response کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو قدرتی ایک طریقہ کار ہے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہم سب کو اگر یہ پاکستان کے مفاد میں ہے' میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ کوئی سرمایہ کار کے مفاد میں یا ملازمین کے مفاد میں' پاکستان کے مفاد میں اگر اس کو دیکھا جائے تو آئیں بیٹھ کے dialogue کرلیں۔ بڑا اچھا موقع دیا آپ نے آج بیٹھ کے بات کرنے کا۔ تمام لوگ بحث میں حصہ لے رہے ہیں۔ آپ پوچھیں ہم جواب دینے کو تیار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ best طریقہ ہے اور دنیا میں یہ ہو رہا ہے اور اس کے results آئے ہیں۔ آپ کسی بھی developed country کو لے لیجئے' دیکھئے کہ کس طرح سے وہ لوگ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج حالات change ہو رہے ہیں۔ میں نے شروع میں بھی ایک مثال دی تھی کہ اگر آپ اسی چیز کو continue کرتے چلے جائیں' وہ پاگل پن کی definition میں نے دی تھی کہ ایک ہی چیز کو repeat کرتے جائیں اور expect کریں کہ different results آئیں گے تو وہ تو پاگل پن کی مثال ہوگئی ناں۔ اگر آپ چیزوں کو مختلف طریقے سے کریں گے You apply different set of rules and look at things differently then you expect different results. ہمیں تو different results کی طرف جانا ہے۔ ہمیں یہ results acceptable ہی نہیں جو ان کے دور حکومت میں شروع ہوئے تھے اور جس طرح لوگوں نے ایک ایک public sector پر جاکے قبضہ جمایا ہوا تھا اور تیس تیس ہزار اور پچیس ہزار employees pay role پر دکھا رہے ہیں اور آٹھ ہزار بھی کام پر نہیں آ رہے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے کوئی ملک کی خدمت کی تھی۔ ہم بھی کہتے ہیں پالیسی ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے پالیسی آج بھی اچھی ہے لیکن کم سے کم اس پالیسی کو real spirit میں یہ حکومت لے کے جا

رہی ہے تو اس کو appreciate کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! میں نے کافی time لے لیا ہے۔ بہت شکریہ آپ کا۔

جناب چیئرمین، سید ہدایت شاہ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لیس للانسان الا ماسعٰی۔

آج مجھ سے پہلے اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے یعنی privatisation پر یا نجکاری پر۔ میں اس پر کوئی تفصیل سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ چند باتیں جو میرے ذہن میں ہیں یا تحفظات ہیں وہ جناب وزیر موصوف سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جس طریقے سے ہمارے صفدر عباسی صاحب نے اور باقی ممبر حضرات نے سٹیل مل کا رونا رویا کہ اس کو private کیا جا رہا ہے۔ حال یہ ہے کہ سٹیل مل کا جو مسئلہ ہے اتنا گھمبیر ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بھی ہم سنتے رہے۔ اسی طریقے سے ہمارے ہری پور میں TIP کو بھی privatize کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ پر میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہمارے ہاں جس طرح سے اکرم صاحب نے اعتراف تو کر لیا کہ پہلی حکومتوں کی بھی اور موجودہ حکومت کی گرفت بھی اتنی کمزور ہے کہ ہزاروں ملازمین ہوتے ہیں لیکن وہ کام نہیں کرتے۔ اس کمزوری کا تو موجودہ حکومت نے بھی اعتراف کیا اور دوسرے الفاظ میں یہ تو حکومت کا یا اداروں کا کام ہے کہ وہ اپنی گرفت کو مضبوط بنائیں تاکہ لوگ کام کریں اور بغیر کام کے، بغیر کسی محنت کے کیسے پیسے حاصل کرتے ہیں۔ نہ تو یہ شرعاً جائز ہے، نہ حکومت کے rule میں، نہ قانون میں یہ جائز ہے، جس طریقے سے میں نے آیت پڑھی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جتنے ادارے کمزور ہو رہے ہیں اور ہمارے سرکاری ادارے نفع بخش نہیں ہو رہے ہیں اس کی بڑی وجہ حکومت کی نااہلی ہے، حکومت کی گرفت کمزور ہے جس کی وجہ سے کرپشن ہے یا لوگ کام نہیں کرتے۔ لوگ ملازم ہوتے ہوئے بھی کام نہیں کرتے اور تنخواہیں لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواہ یہ پہلی حکومتیں تھی یا موجودہ ہے، یہ ان کی نااہلی کا ثبوت ہے کیونکہ ان کی گرفت کمزور ہے۔

جناب والا! ہماری ہری پور کی فیکٹری میں ہزاروں ملازمین ہیں۔ پہلے تو PTCL کو privatise کر دیا گیا جو کہ نفع بخش تھی اور فائدے میں جا رہی تھی۔ چونکہ اس پر بات ہو چکی ہے' اس لئے میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا ۔ جناب والا! ہری پور کی فیکٹری کو پہلے کمزور کر دیا گیا جس کی وجہ سے اب یہ خسارے میں جا رہی ہے' اس لئے اب اسے بھی privatisation کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وزیر صاحب اس کی بھی وضاحت کریں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب والا! دوسری اہم بات یہ ہے اور اس کی طرف جناب صفدر عباسی نے بھی توجہ دلائی ہے کہ ملازمین کا تحفظ کیا جائے۔ کیا وجہ ہے کہ جتنے ادارے privatise کئے جا رہے ہیں' وہاں ان کے جتنے بھی ملازمین ہیں' وہ غیر محفوظ ہیں۔ ان کے تحفظ کے لئے کیا قانون بنایا ہے اور کیا rules بنائے ہیں' ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ یہ سب معاہدات جو پہلے ہوئے ہیں یا آئندہ ہو رہے ہیں' ان سب کو سینیٹ میں پیش کیا جائے کہ ملازمین کے لئے حکومت نے کمپنیوں سے کیا تحفظات حاصل کئے ہیں؟ میری ایک یہ بھی گزارش ہے کہ برائے مہربانی وزیر صاحب یہ بتائیں کہ جو ملازمین اس وقت غیر محفوظ ہیں یا جنہیں نکالا جا رہا ہے اور ان کی جگہ private companies اپنے لوگ بھرتی کر رہی ہیں' ان پرانے ملازمین کے تحفظ کے لئے حکومت نے ان کے ساتھ کیا معاہدے کئے ہیں؟

جناب والا! اس سلسلے میں میرا دوسرا نکتہ نظر یہ ہے کہ ہوتا یہ ہے کہ ہمارے ملک کی کمپنیوں کو غیر موثر کر دیا جاتا ہے اور غیر ملکی کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ غیر ملکی کمپنیاں ہمارے ملک کے سرمایہ پر قبضہ کر رہی ہیں؟ ہماری اپنی کمپنیاں غیر موثر ہو رہی ہیں۔ کیا اس میں کوئی کمیشن' سفارش یا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ ہمارے ملک کی جو کمپنیاں ہیں' ان کو کمزور کیا جا رہا ہے اور غیر ملکیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے تاکہ ہمارے اقتصادی اور معیشت کے نظام پر وہ قبضہ کر سکیں۔ جناب والا! ہمارے ملک میں جو کمپنیاں ہیں' وہ بھی چند خاندانوں کی ہیں اور چند خاندان ان پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔ اب اس privatisation کو شفاف بنانے کے لئے حکومت نے کیا اقدام اٹھائے ہیں؟ ہمارے وزیر صاحب آج یہاں موجود ہیں' اس کے بارے میں وضاحت کر دیں تو ان کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی ادارہ privatise کیا جا رہا ہے یا ان کے ساتھ

معاہدے ہو رہے ہیں' ان کو قومی اسمبلی یا سینیٹ میں پیش کیا جائے تاکہ اس پر ایوان میں بحث ہو سکے اور بحث کرنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے تو یہ طریقہ ملکی مفاد کے لئے بہتر ہوگا۔ اگر قومی اسمبلی اور سینیٹ سے بھی یہ باتیں مخفی رکھی جائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ ملکی ادارے ملک کے مفاد یا ایوان سے بھی بالا تر ہیں۔ کون سی طاقت ہے جو اس میں رکاوٹ ہے؟

جناب والا! تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جتنے ادارے اس سے پہلی حکومت میں privatise ہوئے ہیں یا موجودہ حکومت میں ہو رہے ہیں' برائے مہربانی ان کی تحقیق کی جائے اور اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ موجودہ حکومت جس کا دعویٰ ہے کہ ہم شفاف طریقے سے اس کام کو آگے بڑھا رہے ہیں' کیا موجودہ حکومت کا طریقہ شفاف ہے یا پہلی حکومتوں کا طریقہ شفاف تھا؟ اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ پہلی حکومتیں کس طرح سے privatisation کا نظام چلا رہی تھیں اور موجودہ حکومت کس طریقے سے چلا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ' چاہتا ہوں کہ اگر یہ مسئلہ افہام و تفہیم کے ذریعے حل کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس ملک میں اتنا ہنگامہ کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی اور نہ ہی ایک دوسرے پر الزامات لگیں گے اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ ہمارا ملک ایک صنعتی اور زرعی ملک ہے ۔اس وقت معیشت کے لحاظ سے ملک کے جو حالات ہیں وہ بڑے گھمبیر ہیں۔ جس طریقے سے ہمارے فرحت اللہ بابر صاحب نے بڑی تفصیل سے بتایا کہ اس وقت دنیا کا معاشی اور اقتصادی نظام تبدیل ہو رہا ہے ۔دنیا میں ایک ہی اقتصادی نظام ایسا ہے جو بنی نوع انسان کے لیے فلاح کا نظام ہے وہ اسلامی اور اقتصادی نظام ہے ۔ سرمایہ دارانہ نظام بھی چلا گیا اور اس کے ساتھ وہ لوگ جو کسی زمانے میں روس چلا رہے تھے اور اس کی سرپرستی سوشلزم والے کر رہے تھے وہ بھی فیل ہو گیا کیونکہ وہ انسانوں کا بنا ہوا نظام تھا اور اسلامی اقتصادی نظام جو ہے یہ رب العالمین کا بنا ہوا نظام ہے ۔ اس اقتصادی نظام کو پاکستان میں فروغ دیا جائے یہ نظام عادلانہ ' حکیمانہ ہےاور عدل اور انصاف کو سامنے رکھ کر رب العالمین نے بنایا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان دونوں کا یہ مقابلہ ختم ہو جائے گا اور اس دنیا میں اسلامی اور اقتصادی نظام انشاء اللہ فروغ پائے گا ۔اس لیے کہ رب العالمین

نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو انسان اس کے لیے محنت اور جفاکشی کرے گا' اس کے لیے وہی مال حلال ہوگا جو چور بازاری سے' کرپشن سے پاک ہوگا۔ جتنا بھی غیر اسلامی مال جو لوگ جمع کرتے ہیں یا اس وقت جو غیر اسلامی بنکوں کا نظام ہے ' قرعہ اندازی اور جتنا بھی پیسہ ہے' یہ اس لیے ناجائز ہے کہ اس میں محنت شامل نہیں ہے ' انسان کی کوشش شامل نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! ہماری صنعتیں اس وقت بالکل بیمار ہو چکی ہیں۔اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کی پالیسی ٹھیک نہیں ہے ۔ ہمارے ہاں بجلی کا بل اورگیس کا بل اتنا زیادہ ہے ۔ہمارے مقابلے میں دوسرے ممالک میں وہ بہت کم ہے ۔ حکومت کو چاہیے کہ ہماری صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے اور اپنی مصنوعات کو فروغ دینے کے لیے بجلی کے بل کم کر دیئے جائیں اور اس کے ساتھ گیس بھی کم کر دی جائے تاکہ ہماری مصنوعات کو پاکستان کے اندر فروغ حاصل ہو اور بیرونی دنیا کی مصنوعات پر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر پابندی لگا دی جائے ۔اس وقت دنیا میں بیرونی مصنوعات آ رہی ہیں۔ ہماری مصنوعات اس کے مقابلے میں مہنگی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! مستقبل میں بیروزگاری کا ایک سیلاب آ جائے گا۔دوسری بات ہمارے نظام میں مثال کے طور پر ایک پاکستانی صنعت کار پاکستانی صنعت کے لیے باہر سے مشینری منگواتا ہے۔ ہماری بیوروکریسی اور نظام اتنا مشکل ہے کہ اسے رشوت دینا پڑتی ہے اور طرح طرح کے مسائل کی وجہ سے وہ تنگ آ کر وہاں سے مشینری منگوانے سے قاصر رہتا ہے۔ اگر اہل حکومت اپنی مصنوعات کو فروغ دینا چاہتے ہیں' اس دنیا میں اور یہاں پاکستان میں جتنے مصائب ہیں ان کو کم کریں اس کے بعد آپ کی جو حکومت ہے وہ ملازمین پر گرفت مضبوط کرے اور سزا دے تاکہ جو لوگ دفتر میں نکمے بیٹھے ہیں اور خود حکومت اعتراف کرتی ہے کہ ہزاروں نکمے لوگ بیٹھے ہیں اور کام نہیں کرتے ہیں تو ان سب چیزوں کا مواخذہ ہونا چاہیے ' گرفت ہونی چاہیے تاکہ ہمارے ملک کی معیشت اور اقتصادی نظام بہتر ہو سکے ۔ یہ چند گزارشات تھیں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، قاری محمد عبداللہ صاحب ۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ، انتہائی ادب کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ اس حوالے سے جس پر آج اس مقدس ایوان میں بحث ہو رہی

ہے سب سے پہلے بحث کا آغاز اپنے وقت کے سب سے بڑے محقق جناب فرحت اللہ بابر صاحب کی بات سے کروں گا' انہوں نے دلائل کے لحاظ سے انبار لگا دیے اور وہ بال کی کھال اتار کر ہمیشہ کے لیے پیش کیا کرتے ہیں۔ اس وقت پوری امت مسلمہ کا ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ حکومت کو' قوت کو حق سمجھ کر بیان کیا جاتا ہے ' اس کی تقلید کی جاتی ہے ۔ امت مسلمہ اس وقت اس مرض میں مبتلا ہے کہ جس کے پاس قوت ' طاقت' وسائل ہوں ' جس کے پاس سب کچھ ہو اس کو حق سمجھ کر اس کی تقلید کی جاتی ہے اور اس کا اتباع کیا جاتا ہے ۔ یہ بات درحقیقت ایسی ہے جب یہ حضرات ہر جانب سے باتیں کر رہے تھے تو تاریخ ہمیں بہت پیچھے لے جا کر ان ہی باتوں پر' جب ہمارا آٹھ سو سالہ پرانا قبضہ اس برصغیر پر تھا اور ہمارے آخری تاجدار سراج الدولہ ' بہادر شاہ ظفر اس برصغیر کے بادشاہ تھا ان کو جب کہا گیا کہ آپ غیرملکی کمپنیوں کو اپنے ملک میں جگہ نہ دیں' سرکاری اداروں کی حفاظت کریں' جناب چیئرمین! ان کو سمجھایا گیا' اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء ' ماہرین' فقہا اور جتنے بھی دانشور لوگ تھے' انہوں نے بحیثیت ایک مسلمان اور برصغیر کی امت مسلمہ کی ترجمانی کرتے ہوئے' بہرحال بات یہاں تک چلی کہ آخر بہادر شاہ ظفر کو کہنا پڑا اور وہ جاتے ہوئے خود کہنے لگا۔

میں نے دیا تھا دل جنہیں دلدار جان کر
وہ بھی میرے دل کو لے کر دل آزار بن گئے۔

لہذا شرعی لحاظ سے کسی سرکاری ادارے کو ریاست کی ملکیت سے نکال کر پرائیویٹ آدمی کو دینا محل نظر ہے' یہ سوچنے کی بات ہے ۔ ہمارے پروفیسر خورشید احمد صاحب نے انتہائی ادیبانہ انداز سے ایک مثال آپ حضرات کے سامنے پیش کی۔ جاگیردارانہ نظام اور شخصی ملکیت کے بارے میں اپنا موقف انہوں نے دلائل کے ساتھ پیش فرمایا' اس لیے کالے ناگ کی طرح پورے ملک کی دولت پر مخصوص طبقے کا آنا اور ان کے لیے راہ ہموار کرنا ہمارے لیے اور امت مسلمہ کے لیے شرعی لحاظ سے مناسب نہیں۔

جہاں تک برداشت کی بات ہے ہمارے وزیر صاحب جس تحمل ' خندہ پیشانی اور ادا سے وہ اپنے خلاف باتیں سن رہے ہیں اس لحاظ سے وہ انتہائی قابل داد ہیں۔ کسی کامل آدمی کے لیے مخالف کی بات کو سننا اور برداشت کرنا اور ہر بات پر کھڑے نہ ہونا' انتہائی تدبر کی بات ہے اس

پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ کبھی آدمی حدود سے باہر نکل کر، ادھر سے ایک آدمی نے جناح صاحب کا حوالہ دیا اور تاریخی لحاظ سے وہ حقیقت نہیں تھی۔ جناح صاحب نے 1944 میں گاندھی جی کے نام جو خط لکھا وہ آج بھی پروفیسر خورشید صاحب سے پوچھیں، خورشید احمد گیلانی کی کتاب میں تاریخ کی مراد نامی میں موجود ہے۔ انہوں نے لکھا کہ میں جو ملک بنا رہا ہوں، یہاں کی تہذیب اپنی ہوگی، یہاں کی محنت اپنی ہوگی، یہاں کا عقیدہ اپنا ہوگا۔ یہاں کی تعلیم اپنی ہوگی اور وہ قرآن اور سنت کے مطابق ہوگی۔ انہوں نے فرمایا میں مسلمان ہوں۔ آج بھی ان کا یہ خط موجود ہے لیکن جناح صاحب کے ارشادات کو اور ان کے احسانات کو لیاقت علی خان صاحب کی شہادت کو، عبدالرب نشتر کی محنت اور جدوجہد کو ایسے انداز میں پیش کرنا جس سے قوم پرستی کی بدبو آتی ہو، یہ تاریخ کے ساتھ انصاف نہیں، ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جن اداروں کو پرائیویٹ کیا جا رہا ہے، یہ دلائل کی بات ہے، سمجھنے اور سمجھانے کی بات ہے، ہم مسلمان ہیں، ہمارا ایک نظریاتی ملک ہے اور اس نظریاتی ملک میں اس نظریے کے تحفظ کو جو دہلی سے لے کر پشاور تک جو نغمہ گایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، یہ سارا کچھ کیوں کہا گیا، ایک کروڑ پچاس لاکھ لوگ شہید ہوئے، محشرستان ہند والا لکھتا ہے، یہ کس لیے ہوا، جناح صاحب نے خود مغربی پاکستان کا جھنڈا مولانا ظفر عثمانی سے کیوں لگوایا؟ اور مشرقی پاکستان کا جھنڈا مولانا شبیر احمد عثمانی سے انہوں نے لگوایا۔ کیوں ایسا کیا؟ علماء نے کیوں ساتھ دیا؟ اس لیے دیا کہ اس ملک کے اندر امن ہوگا، اس ملک کے اندر انصاف اور اسلام کے مطابق باتیں ہوں گی۔ جناب چیئرمین! میں یہ تجویز آپ کے توسط سے دینا چاہتا ہوں، یہ مسئلہ شرعی لحاظ سے؟ فقہاء کرام کے مسائل کے لحاظ سے، مذاہب کے لحاظ سے، ماہرین قانون کے لحاظ سے---- اور یہاں قانون کی بات ہوتی ہے، یہاں جذبات کی نہیں، الفاظ کی نہیں، صورت کی نہیں، حقیقت کی ضرورت ہے۔ الفاظ کی بھرمار کرنی ہمیں بھی آتی ہے، اور مجھے تعجب ہے میمن صاحب پر، وہ بڑے ادبی، فاضل اور بہت مطالعہ والے آدمی ہیں، جن دلائل کے ساتھ انہوں نے بات کی، مجھے بہت تعجب ہے کہ اتنا بڑا آدمی اور اتنی تاریخ والا آدمی، ایک علمی نسبت والا آدمی ایسی باتیں کیوں کرتا ہے جن کا حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ان مسائل کو سمجھنے کی ضرورت ہے' اس کے لیے ایک کمیٹی ہونی چاہیے جو شرعی لحاظ سے بھی' قانونی لحاظ سے بھی ' ماہرین اقتصادیات کے لحاظ سے بھی ان مسائل کو دیکھیں۔ میں بہادر شاہ ظفر کا آخری شعر بھی پڑھتا ہوں کہ جب سارا کچھ ہو گیا ' ملک بھی چلا گیا تو اس نے خود کہا۔

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں' نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں
میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا' میرا چمن مجھ سے اجڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا' میں اسی کی فصل بہار ہوں

جناب چیئرمین، عبدالحفیظ شیخ۔

سینیٹر عبدالحفیظ شیخ (وزیر برائے نجکاری)، شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں اپنے محترم سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب کا

who has provided us this opportunity to debate a very important issue and to allow everybody to express their opinions in a forceful and open manner.

میں aisle کی دونوں sides سے ان لوگوں کا بھی شکر گزار ہوں۔

who were kind enough to say good things about me and also those who criticized just because this is the nature of this House.

شروع سے اگر اس چیز کا تاریخی پس منظر لیا جائے تو پاکستان کے اندر privatization کا عمل سب سے پہلے ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے شروع کیا اور سب سے زیادہ بڑی تعداد میں companies انہوں نے privatize کی ہیں' کیونکہ وہ ایک ذہین شخص تھے اور انہیں یہ احساس ہو گیا تھا کہ یہ جو privatization کا عمل ہے یہ ضروری ہے ۔ Bureaucrats کے حوالے اتنے اہم ادارے کر دینے سے اس ملک کا کام نہیں بنے گا' اس لیے انہوں نے سینکڑوں کمپنیوں کو rice factories, cotton ginning factories, flour milling factories کو privatize کر کے

اس عمل کو شروع کیا پھر جو مڈری حکومت آئی انہوں نے بھی اس privatization کے process کو آگے بڑھانے کی کوشش کی لیکن ایک جو موثر اور comprehensive انداز میں اس کا plan بنایا گیا ' وہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی پہلی حکومت نے بنایا تھا اور جب نواز شریف صاحب کی پہلی حکومت آئی تو انہوں نے اس پر عمل aggressively شروع کیا اور یہ سلسلہ پھر بے نظیر کی دوسری حکومت میں peak پر پہنچا اور نواز شریف صاحب کی جو second government تھی وہ بھی ideologically اس پر committed رہی لیکن international events اور nuclear explosion کی وجہ سے results اتنے اچھے نہیں آ سکے لیکن یہ credit ہم نہیں لینا چاہتے ' یہ credit اگر دیا جائے تو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو دیا جائے یا ان کی صاحبزادی کو دیا جائے کیونکہ یہ کام انہوں نے شروع کیا اور اس کے بعد ہر آدمی' ہر شخص جو حکومت میں آیا' اسے یہ احساس تھا کیونکہ جب آپ facts and figures دیکھتے ہیں اور حالات کو اچھی طرح سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو اس کے بعد کوئی بے حس شخص ہو گا جو privatization کے حق میں نہ ہو کیونکہ یہ در اصل world wide phenomenon ہے اور تمام ممالک نے ' 70, 80 ممالک نے یہ کوشش کی کہ bureaucrats کے ذریعے ممالک کو ترقی دی جائے اور bureaucrats کے ذریعے یہ productive ادارے چلائے جائیں اور ان 70, 80 ممالک کی economies نہیں چل پائیں۔ اگر آپ نے travel کیا ہے Eastern Europe میں یا Latin America میں یا Africa میں یا Asia کے ممالک میں یا Central Asia میں جہاں پر بہت دھوم دھڑکے سے اور زور و شور سے bureaucrats کے ذریعے ادارے چلانے کی کوشش کی گئی۔ جب آپ وہاں جائیں گے تو دیکھیں گے کہ انہوں نے تجربے کی بنیاد پر' ideology کی بنیاد پر نہیں بلکہ تجربے کی بنیاد پر' practical reasoning and common sense کی بنیاد پر اور مشاہدے کی بنیاد پر انہوں نے یہ U-Turn لیا اور اس کے بعد آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان ممالک میں ایک نئی economic development اور ایک نئی dynamism آئی ہے۔

پاکستان جو ہے اس world wide trend سے متاثر ہوا اور ہمارا اپنا مشاہدہ بھی یہی ہے۔ جس طرح ہمارے کچھ دوستوں نے یہاں کہا کہ یہ ادارے چل نہ پائے اور ہر حکومت نے ان کو چلانے کے لیے' ان کو فقط viable رکھنے کے لیے' پاکستان کے غریب عوام کے اربوں روپے

ان میں ڈالے اور جو لوگ بنکوں کی history سے واقف ہیں چیئرمین صاحب! آپ خود بھی بنک میں President رہے ہیں' یہاں پر بقیہ لوگ جو شاید حکومت میں رہے ہیں' انہیں پتا ہے کہ tens of billions of rupees were pumped into these banks تاکہ امیر لوگ ' بڑے لوگ' بڑے سیاستدان' بڑے فوجی' بڑے bureaucrats آرام سے لوٹ سکیں۔

and this was a fact that the poor people of Pakistan were robbed through these organizations by the rich and privileged people of Pakistan.

طاقتور لوگوں نے ان اداروں کو ایک ذریعہ بنایا' غریب لوگوں کی پیسہ اپنے ہاتھ میں لانے کے لیے۔

اس سے بڑی کوئی pro-people policy نہیں اور ہمیں یہ کہنے میں جھجک نہیں ہونی چاہیے کہ it is a pro-people policy اور اگر ہم ناکام رہے ہیں' ہر حکومت ناکام رہی ہے تو وہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھا نہ پائے اور اس لیے آپ لوگ کھڑے ہو کر کوئی بھی آدمی عوام کے نام پر اس pro-people policy پر چڑھائی کردیتا ہے اور کوئی اسے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر challenge نہیں کرتا۔ So, let us challenge those people, جو کہ کھلونہ بنے ہوئے ہیں طاقتور لوگوں کے ہاتھوں میں' ان کے mouth piece بنے ہوئے ہیں نادانی میں یا جان بوجھ کر۔ So, this is a policy that is pro-people, اور ہر حکومت کو یہ احساس رہا ہے کہ یہ ملک کے فائدے کی پالیسی ہے۔ آج آپ نے دیکھا کہ جو بڑے بڑے لوگ تھے' دونوں اطراف سے' انہوں نے یہی کہا' اکا دکا لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جی یہ پالیسی ہی غلط ہے۔ لہذا ہمیں ان کی رائے کا احترام کرنا چاہیے لیکن یہ بھی دعا کرنی چاہیے کہ وہ حکومت میں نہ آئیں اور اگر وہ حکومت میں آئیں تو انہیں کوئی ایسی وزارت ملے جس کا economics سے واسطہ نہ ہو۔

So, I think this is, first we have to level with the people of Pakistan and we must get beyond this.

اس stage سے ہم گزر جائیں کہ جی یہ privatization غلط ہے اور ہم اس چیز پر آجائیں کہ جی tactics کیا ہونے چاہئیں؟ Process کیا ہونا چاہیے؟ اس کا کیا طریقہ کار ہونا چاہیے؟ کیونکہ یہ ایک بہت بڑا ذہنی step ہوگا اور یہ جو noise ہے' اس debate میں جو noise ہے اسے کم

کرنے میں مدد ملے گی کیونکہ دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جب یہاں پر بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے ہم تو جی اس پالیسی کے حق میں ہیں لیکن یہ کیسے پالیسی کے حق میں ہیں کہ جب کوئی ادارہ privatize ہوتا ہے تو اس کی privatization کے آپ خلاف ہوجاتے ہیں لیکن پالیسی کے حق میں ہیں۔ یہ کیا طریقہ کار ہے support کرنے کا کسی پالیسی کو۔ یہ اس floor پر جس مہینے میں، جو privatization ہو رہی ہے، اٹھ کر کھڑے ہوئے ہیں کہ جی ہم پالیسی کے حق میں ہیں لیکن اس privatization کے خلاف ہیں۔ یہ double dealing اب نہیں چلے گی۔ یہ نہیں کہ floor پر ایک بات اور chamber میں دوسری بات۔ حکومت میں ہوں تو ایک بات اور اپوزیشن میں ہوں تو دوسری بات۔ یہ double dealing اب نہیں چلے گی۔ یہ نہیں کہ floor کے اوپر ایک بات اور چیمبر میں دوسری بات۔ حکومت کے اندر ہوں تو ایک بات اور اپوزیشن میں ہوں تو دوسری بات۔ لیڈر بولیں تو ایک بات، follower بولیں تو دوسری بات۔ privately بات کریں تو ایک بات اور publicly کریں تو دوسری بات۔

No. sir, you must come out and straight away say where you stand. If you are with the privatization policy, when you are with it. You can not be against every single transaction and yet be for the privatization policy. So this is the first point.

Second کچھ ایسے خدشات پرائیویٹائزیشن کے بارے میں اٹھائے گئے ہیں جو بہت جائز ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر حکومت ایک struggle کرتی ہے کہ ان خدشات سے کیسے نمٹا جائے۔ ان concerns سے کیسے نمٹا جائے۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ کوشش کے باوجود انسان اپنی اہلیت کی کمی کی وجہ سے یا complexity کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے ہر انسان سے غلطی ہو سکتی ہے، غلطی کی وجہ سے کبھی تمام خدشات دور نہیں کرسکتا۔ یا communication کی کمی کی وجہ سے۔ so I think we have to accept کہ جس طرح ماضی میں لوگوں نے کوشش کی کہ وہ ان خدشات سے نمٹیں، we are also trying to do these things.

اب دو تین چیزیں اٹھائی گئی ہیں جن کے بارے میں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کا شکر ہے کہ پچھلے پانچ چھ سال میں کوئی ساٹھ کے قریب transactions ہوئی ہیں۔ پچھلے تین سال کے

عرصہ میں کوئی اٹھائیس کے قریب transactions ہوئی ہیں جو کہ 270 بلین روپے مالیت کی transactions جتنی ہیں، لیکن الحمد للہ کوئی بھی شاید کسی ایک transaction کے بارے میں انگلی نہ اٹھا سکے۔ آج بھی آپ نے دیکھا کہ جو بحث ہوئی وہ ساٹھ transaction میں سے شاید ایک یا دو کے بارے میں خدشات اٹھائے گئے ہیں۔ یہ بھی وہ ایک یا دو transactions تھیں جو اس وقت مکمل ہونے کے process میں ہیں۔ جب ان کے بارے میں حقائق آئیں گے تو we will be able to satisfy the people جن کے ذہن میں یہ خدشات ہیں۔ اب یہ دو تین کون سے خدشات ہیں جو اٹھائے گئے ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ یہ ایک بڑا favourite term ہے جو میں مسلسل تین سال سے سن رہا ہوں۔ کہ جی اعتماد میں نہیں لیا گیا، اعتماد میں ہمیں لیا جائے۔ Let us be practical, let us not try to say something that we do not mean. as a person I am all for taking you into confidence اگر آپ confidence میں لئے جائیں گے اگر آپ اعتماد میں ہوں گے تو ہمارا کام آسان ہوگا۔ ہمارا کام مشکل نہیں ہوگا۔ اس پر اب یہ طے کیا جائے کہ ایک ملک کے اندر ایک قانون ہے، ایک طریقہ کار ہے، ایک ایڈمنسٹریشن چلانے کا ایک سلسلہ ہے، ایک tradition ہے، ایک کیبنٹ کی کمیٹی ہے تو ان سے ہٹ کر کس طرح اعتماد میں لیا جائے۔ یعنی practically اعتماد میں لینے کا کیا طریقہ کار ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور transactions کی حساس negotiations چل رہی ہیں اور ہم یہاں پر بیٹھے discuss کر رہے ہیں۔ آپ کوئی طریقہ بتائیں۔ آپ نے کہا تھا کہ جی پرائیویٹائزیشن پر بحث ہونی چاہیے۔ دراصل کئی بار بحث ہوئی ہے، individual transaction پر بھی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری طرف سے کبھی کوئی hesitation نہیں پائی ہوگی۔ اپنا point of view دینے میں، یا آپ کے دلائل یا تنقید سننے میں، But this we must figure out کہ یہ کیا طریقہ کار ہے۔ آخر یہ سولہ سال سے privatization چل رہی ہے۔ کس طرح سے ماضی میں اعتماد میں لیا جاتا تھا جو ہم نہیں لے رہے۔ وہ کیا طریقہ کار اعتماد میں لینے کا تھا جب دوسرے لوگ کیبنٹ کمیٹی کے سربراہ تھے یا دوسرے لوگ پرائیویٹائزیشن کمیشن کے چیئرمین تھے۔ آپ سب لوگ ماشاء اللہ veteran ہیں تو بتائیں۔ دوسرا یہ کہ transaction جو کہ advance stage میں ہو، جس کے

بارے میں دوسری پارٹیاں بھی involve ہوں ان کے لئے publicly بحث تو نہیں ہوسکتی۔ ۔
تو اعتماد میں لیا جا سکتا ہے ۔ ایک طریقہ یہ ہے آپ کوئی in camera presentation لیں۔ ہم
وہ دینے کے لئے تیار ہیں جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ ایک نیشنل اسمبلی کا جہاں تک تعلق
ہے they have a committee, a House Committee is entirely dedicated to
privatisation اور ہم نے ان کو کئی گھنٹے ہر privatisation پر briefings دیں اور ہم ان
کو PTCL پر ایک in camera میں detailed presentation دے چکے ہیں۔ تو میری
خواہش اور درخواست ہوگی کہ آپ ایک in camera presentation کسی چیز کے اوپر لے
لیں and we will welcome it because naturally there are certain things جو کہ
اگر ایک work in progress ہے اس کے بارے میں one cannot debate every
aspect in public but I welcome کہ جس طرح نیشنل اسمبلی میں اسی طرح سینیٹ کے اندر
بھی اور اس کے علاوہ بھی اعتماد میں لینے کا اگر کوئی اور طریقہ ہے کوئی آپ کے ذہن میں کوئی
point of view ہے کہ جی یوں ہمیں اعتماد میں لیا جائے تو

let us talk about it but surely this Government like any other Government has to follow the prescribed procedure.

کہ جی اس میں Privatisation Commission Board کا ایک role ہے ' کیبنٹ کمیٹی کا
ایک role ہے 'جہاں پر negotiation اگر ہو تو پوری کیبنٹ کا ایک role ہے ۔ and that
is being adhered to.

دوسری بات جو اٹھائی گئی اور یہ کئی بار اور مجھے یہ دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جی اونے
پونے داموں فروخت کیا جا رہا' یا کسی ایک نے کہا کوڑیوں کے دام 'بھئی آپ کو کیسے پتا ہے
کوڑیوں کے دام ؟ آپ نے اس کمپنی کی کوئی assets losses کی analysis کی ہے ۔ تو یہ
بہت ضروری ہے چیئرمین صاحب! سمجھنا کہ یہ prices کس طرح سے طے ہوتی ہیں۔ ہر
transaction کے اندر ایک Financial Advisor مقرر ہوتا ہے which is a very
reputable company. Then Privatisation Board ہے جس میں پاکستان کے بہت
نامور private sectors کے لوگ جو حکومت کی پرواہ نہیں کرتے ہیں یہ independent

لوگ ہیں ' اس کے بعد پوری کیبنٹ کمیٹی ہے جس میں آٹھ وزیر ہیں Economic Ministers headed by the Prime Minister اور تمام اہم Secretaries اور سب سے بڑھ کر دو اور باتیں ہیں کہ یہ قیمت آخرکار through bidding طے ہوتی ہے۔ اگر کسی کو یہ شک ہے کہ وہ اس سے زیادہ bid دے سکتے ہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔ یہ process اخباروں میں advertise ہوتا ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہوتی۔ آخر میں' میں یہ بھی بتاؤں کہ یہ وہی سلسلہ ہے جو پچھلے سولہ سال سے چل رہا ہے۔ جب اسحاق ڈار Chairman Cabinet Committee on Privatisation تھے تب بھی یہی سلسلہ تھا جب یہ وی۔ اے۔ جعفری صاحب چیئرمین تھے تب بھی یہی سلسلہ تھا ' جب نوید قمر منسٹر تھے تب بھی یہی سلسلہ تھا ' خواجہ آصف صاحب منسٹر تھے تب بھی یہی سلسلہ تھا۔ اور یہ بھی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں بھی اپوزیشن کے لوگ criticise اسی طرح سے کرتے تھے۔

میری دوست سعدیہ عباسی صاحبہ نے کہا کہ بنکوں کو جنہوں نے privatise کیا ان سے ہم حساب لیں گے۔ مجھے پتا ہے آپ کس جماعت کی ہیں۔ مجھے آپ کے لیڈر کا نام بھی پتا ہے ۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ پاکستان میں banking کی privatisation انہوں نے شروع کی ۔ مسلم کمرشل بنک انہوں نے privatise کیا ۔ بہت اچھا کیا کہ privatise کیا مجھے فخر ہے ان کے اس قدم پر ۔ اور کچھ آدھے لوگ آپ میں سے جو آج بہت جذبات میں بھری ہوئی تقریر کرکے ہم پر تنقید کر رہے تھے وہ آپ پر اس وقت کر رہے تھے انہی جذبات میں بھری ہوئی تقریر۔ لیکن پورے 90's کے دوران اس decade میں جبکہ United Bank and Habib Bank کو لوٹا جا رہا تھا تو مسلم کمرشل بنک جسے نواز شریف صاحب نے privatise کیا تھا وہ اوپر سے اوپر چڑھ رہا تھاتو something there was changed but we must not forget our history. So, this is. پھر یہ کہا گیا کہ privatization تو بہت اچھی چیز ہے لیکن جو حساس ادارے ہیں ان کو privatize نہ کیا جائے۔ اب میرا مسئلہ یہ ہے کہ جس چیز پر میں ہاتھ ڈالتا ہوں وہ حساس ہو جاتا ہے۔ So, I think we have to be careful. کہ کیا چیز حساس ہے اور یہ حساسیت کس چیز سے بنتی ہے۔ اگر electricity حساس ہے تو electricity کی privatization کی تاریخ کے لئے آپ کو بتا دوں کہ کس نے start کی

اور جو پاکستان کی پہلی بڑی privatization ہوئی جو کہ بہت اچھی چیز تھی کہ وہ ہوئی۔ وہ کوٹ ادو کی privatization تھی، وہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت میں ہوئی اور نوید قمر صاحب نے کی اور بہت اچھا ہوا کہ یہ ہوئی۔ آپ لوگوں نے جو اچھے کام شروع کئے ہیں ہم انہیں مکمل کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے ۔ becuase we are all on the same side when it comes to developing the Pakistan economy.

اب ایک اور چیز جس پر بات اٹھائی گئی کہ جی منافع بخش اداروں کو privatize کیا جا رہا ہے۔ چیئرمین صاحب! میں نے جس طرح عرض کیا کہ 60 ادارے پچھلے ساڑھے پانچ سال میں اور تقریباً ڈیڑھ سو ادارے پچھلے 16 سال میں کیے گئے۔ ان میں سے majority بلکہ vast majority is loss making یہ جو ادارے ہم نے privatize کیے ہیں اس میں روہڑی سیمنٹ جو کہ 8 سال سے بند پڑا تھا، وہاں پر اب under developed area میں ترقی ہو گی۔ ٹھٹھہ سیمنٹ جو کہ بالکل تھکے ہوئے انداز میں چل رہا تھا، Flatti's Hotel جو کہ ایک مرے ہوئے انداز میں چل رہا تھا، Hyatt Regency کی بلڈنگ جو اتنے سالوں سے کھڑی ہوئی تھی، Bolan Textile Mills, completely dead, Kohinoor Oil Mills , completely dead, Mustahkam Cement دس سال سے litigation میں ہے، جاوداں سیمنٹ۔ یہ Banks جن پر اربوں روپے لگے، یہ Steel Mills جس نے 25 سال میں پتا نہیں کتنا ملک کا بیڑا غرق کیا۔ These are all companies I think which cannot be called profitable. اگر آپ 20سال loss دیں اور ایک سال profit دیں is that profit making company or is that loss making company? تو پہلی بات یہ تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایک منافع بخش ادارہ ہے اور وہ اگر آپ کو پانچ ارب روپے کا منافع دے رہا ہے جبکہ اسے دس ارب کا منافع دینا چاہیے، تو اس میں سے پانچ ارب اور لوگ کھا رہے ہیں۔ آپ اسے اگر privatize کریں تو وہ ملک کے لیے دس ارب gain کر سکتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے ۔ So, I think we have to be sympathetic کہ حکومت کا جو role ہے اُسے حکومتی کاموں پر صرف کرنا چاہیے اور اگر حکومت کے جو اپنے بنیادی کام ہیں، law and order ہے، justice ہے، security ہے، basic needs ہیں، regulation ہے، غریب

لوگوں کے لیے social safety net ہے' یہ وہ چھوڑ چھاڑ دیں اور اسے مکمل انداز میں نہ کر پائے اور کارخانے چلا رہی ہو تو this will be a great injustice to the people of Pakistan.

پھر ایک point اٹھایا گیا کہ جی گویا یہاں پر فوجیوں یا Fauji Foundation کو special treatment دی جا رہی ہے۔ Let me tell you کہ privatization کے پروگرام میں کسی کو کوئی favourable treatment نہیں دی جا رہی۔ Let me tell you this thing and you take my words for it. Everybody is treated in the same way. اور اس کی میں آپ کو دو examples دوں گا۔ پہلی بات جب Pak Arab Fertilizer کی privatization ہوئی تو Fauji Foundation was very keen کہ وہ اس privatization میں حصہ لے لیکن Privatization Commission took the view کہ ہم آپ کو حصہ نہیں لینے دیں گے اس لیے کہ اسے خطرہ ہے کہ کہیں fertilizer کی companies کی concentration ایک کمپنی میں نہ ہو' تو ہم نے یہ stand لیا اور Cabinet Committee on privatization supported it. Secondly جب National Refinery کی privatization ہوئی تو Fauji Foundation was a bidder just like any other bidder but the people who got the company was those who had made the highest bid توکم از کم یہاں تک privatization programme کا issue ہے تو آپ نے Fauji Foundation کی بات کی I am trying to make the general point, I تو اس حوالے سے میں یہ کہہ رہا ہوں۔ دراصل am trying to say کہ کسی کو بھی خواہ وہ کوئی بھی ہو' کتنا ہی طاقتور ہو' کتنا ہی well-connnected انشاء اللہ تعالیٰ اس کو کوئی treatment کسی اور سے مختلف نہیں ملے گی۔

(اس موقع ڈیسک بجائے گئے)

ایک اور چیز جو بار بار discussion میں سامنے آئی اور عموماً آتی بھی ہے کہ بہت عجلت دکھائی جا رہی ہے' ہر چیز بہت haste میں کی جا رہی ہے۔ اس کا جواب کس طرح سے دیا جائے' کیا چیزیں' عجلت یا تیز بازی جو ہے' اس کو ایک negative انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ گویا بات یوں بتائی جاتی ہے کہ rules سے ہٹ کر اور ہر چیز کو لتاڑ کر بیچا جا رہا ہے تو اگر یہ جلد بازی کے یہ معنی ہیں تو let me assure you تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن یہ

کہ we are committed, we are dedicated and we will pursue things aggressively انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضرور ہو گا۔ آپ اگر کسی چیز کے ساتھ determination نہ دکھائیں تو میں آپ کو بتاؤں آپ حکومت میں رہ چکے ہیں کہ privatization بڑا مشکل کام ہے' یہ کام اس لئے مشکل ہے کہ اس میں بہت طاقتور لوگ اس کے خلاف ہوتے ہیں۔ کئی Ministers اس کے خلاف ہوتے ہیں' کئی Secretaries اس کے خلاف ہوتے ہیں' کئی اداروں کے Chairmen اس کے خلاف ہوتے ہیں اور وہ کبھی کھل کر نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف ہیں لیکن وہ طریقے نکالتے ہیں کہ آپ کو الجھایا جائے' آپ کو delay کرایا جائے۔ میں ان کو hidden opponents of privatization کہتا ہوں تو ہم ان کے ہاتھوں میں نہیں کھیل سکتے' we must understand their game لیکن ہم تمام کام احتیاط سے کریں' professionalism سے کریں' کوئی step skip نہ کریں۔ کسی کے ساتھ favourable treatment نہ کریں جو transparency کی requirements ہیں انہیں compromise نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ speed کی خاطر کسی چیز کو compromise نہیں کیا جائے گا۔

So, yes we want to move aggressively, we want to move as fast as possible without compromising the integrity and quality of the transaction.

میرے خیال میں ایسا کوئی exprience نہیں ہے' جہاں جلد بازی کی اپنی اہمیت ہو یا جہاں جلد بازی کو ایک الگ goal سمجھ کر کوئی privatization کی گئی ہو۔

اب ایک اور جو issue raise کیا گیا' وہ employees کے بارے میں ہے' employees کے بارے میں جو خدشات ہیں۔ دیکھیں' میں آپ کو یہ بات یہاں پر floor پر کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہوں کہ since I have been Minister Privatization تو 28 privatizations ہوئی ہیں اور میرے خیال میں ان میں سے ایک بھی کسی ایک فرد کو نہیں نکالا گیا۔ So, this must be viewed as the public challenge that if anybody knows of any example اور 28 companies کی list میرے پاس ہے اور یہ public

information ہے۔ کوئی کسی کو نکالا گیا ہے تو آپ مجھے بتائیں لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمارے دوستوں نے اس طرف سے کہا کہ کئی اداروں میں overstaffing ہے اور یہ آپ انہیں رکھیں یا public sector کے حوالے کریں ۔ اگر ایک کمپنی جس کے اندر دس ہزار ملازمین کی ضرورت ہے وہاں پر اگر پندرہ ہزار ہوں گے تو naturally یہ خدشہ تو ضرور رہے گا ۔لیکن یہ privatization کا issue نہیں ہے ۔ یہ issue ہے کہ ہم اس ملک کو کس طرح چلانا چاہتے ہیں

this is a larger question, do we believe in governance, do we believe in taking the hard decisions or do we want to take the easy path and do we want to kill our institutions to preserve short term political gains. So, I think,

اگرچہ ہمارا اپنا record اتنا برا نہیں ہے ۔ الحمدللہ اچھا ہے لیکن this is a issue جس طرح آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی بار سرکار کے پاس رہتے ہوئے بھی ان اداروں میں جو staffing ہے ان کی rationalization کرنی پڑتی ہے لیکن ہم جب بھی کوئی privatization کرتے ہیں تو ایک طے شدہ formula ہے ' ایک طے شدہ pact ہے between the government and the employees جس کے تحت ہم انہیں involve کرتے ہیں اور یہ ہر حکومت کرتی رہی ہے لیکن میں یہ بات بھی public record کے طور پر یہاں کہہ رہا ہوں کہ ہماری privatizations جو ہوئی ہیں اس میں جو بھی مراعات ماضی میں agree کی گئی تھیں اس سے زیادہ تو دی گئی ہیں لیکن اس سے کم کہیں نہیں دی گئیں ۔ اگر کوئی مجھے ایسا کیس بھی بتا دے کہ جہاں ہم نے privatization کی ہو لیکن employees کا جو ماضی میں pattern تھا ' جو ماضی میں ان کے ساتھ pact تھے اس سے اگر کہیں کم دی گئی تو again یہ پھر میری ذمہ داری ہوگی کہ اس situation کو ہم accept کریں اور اس سے بہتر کریں ۔لیکن میں یہ بات کافی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسا کوئی case آپ نہیں پائیں گے ۔ ایسے caseضرور پائیں گے کہ جس میں ہم نے پچھلی حکومتوں سے بہت بڑھ چڑھ کر privatization کے دوران ملازمین کو دیا ۔ اب I want to come to Steel Mills کیونکہ اس کے بارے میں خصوصی طور پر points raise

کیے گئے ہیں فرحت اللہ بابر صاحب نے بھی کیے یہ سنجیدہ اور محنتی سینیٹر ہیں' میں ان کی قدر کرتا ہوں ۔ دیکھیں Steel Mills کا جہاں تک سلسلہ ہے یہ بات بالکل بجا ہے کہ کافی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ Steel Mills کو بیچنے میں زمین جو ہے' اس کو کچھ لوگوں کے حوالے کرنے کا یہ کھیل ہے ۔ کیونکہ وہاں پر اتنی زیادہ زمین ہے لیکن چونکہ ہم اس بات سے واقف تھے اور ہم اس بات سے sensitive تھے کہ یہ بات اٹھائی جائے گی اور یہ کہ کوئی یہ بات اٹھائے گا تو یہ جائز بات ہوگی therefore, we took this step ہم نے کہا کہ زمین سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں ۔ ہم اس دھندے میں پڑنا ہی نہیں چاہتے ۔ جناب چیئرمین! 19000 Acres زمین Steel Mills کے پاس ہے ۔اور ہم نے انہیں کہا کہ جو core plant ہے اس کے ساتھ جو زمین ہے اس کے علاوہ' ساری زمین کو الگ کردیں ۔ and they came back to us and they said کہ جی ہم نے اتنی زمین الگ کردی ہے We sent them back, we said, "go back". اس کو اور کم کرو and ultimately جو privatize ہو رہی ہے وہ جو total زمین ہے اس کا چوتھا حصہ ہے ۔یعنی we will be including in the 19000 Acres میں سے فقط 5000 کے قریب جو ہے that will go back to the Sindh privatization اور بقیہ جو چودہ ہزار یا پندرہ ہزار ایکڑ ہے Government or Federal Government وہ آپس میں طے کرلیں ۔ اس بارے میں لوگوں نے کہا تھا کہ میں یہاں پر دوں تو یہ assurance میں دے سکتا ہوں I mean Opposition only the core land that is part of the Steel کہ to give you this assurance Mills transcation will be privatized. اس کے بعد کسی نے کہا کہ یہ ایسا خطرہ بھی ہے کہ آگے چل کر لوگ Steel Mills بند کرکے وہاں flats بنا دیں گے ۔

Also let me give you this assurance, this will be part of the contract that

یہ no such activity will be permitted. So I think these are legitimate issues, I want to assure you that we are also thinking in the بہت جائز خدشات ہیں لیکن same way as you are and if you want the assurance, I am in a position to give this assurance. اس کے بعد دیکھیں دو یا تین ایسی چیزیں اٹھائی جاتی ہیں کہ جن سے لوگوں کے ذہنوں میں خدشہ ڈال دیا جاتا ہے اور اس چیز کا جو اپنا context ہے وہ اس سے ہٹ

کر ہو جاتی ہے۔ میں دو باتیں خاص طور پر' ایک تو یہ کہ UNICOL Company, جس کے بارے میں عموماً بتایا جاتا ہے کہ امریکہ نے foreigners کو خریدنے سے روک دیا تھا' اس لیے اگر ہم بھی foreigners کو دے رہے ہیں تو یہ بہت بکواس چیز ہے۔ دراصل' حقیقت یہ ہے کہ یہ privatization نہیں ہو رہی' ہر حکومت یہ چاہتی ہے کہ کچھ ادارے ایسے ملکوں کے پاس نہ جائیں جن سے ان کو کسی قسم کا خطرہ ہو۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کی ہر حکومت کبھی بھی یہ نہیں چاہے گی کہ ہمارے ادارے کسی خاص حکومت یا کسی خاص ملک کے پاس چلے جائیں اور یہ due diligence, جو ہر privatization کا حصہ ہوتا ہے' یہ جاننے کے لیے کہ ان کے beneficiary owner کون ہیں' آگے کون اور پیچھے کون لوگ ہیں۔ لیکن جب لوگوں کو یوں بتایا جاتا ہے کہ دیکھیں جی کہ UNI KOUL تھی' چین آ رہا تھا تو امریکہ نے اس کو اس لیے روک دیا کہ یہ ایک strategic ادارہ ہے۔ نہیں۔ اس کا اصل relevance یہ ہے کہ we have to be careful about not allowing certain countries to have our assets. لیکن جو larger issue ہے کہ ہم foreigners کو آنے دیں یا نہ آنے دیں تو اس سلسلے میں ہمارے ملک کی ایک پالیسی ہے' جو اس گورنمنٹ کی بنائی ہوئی نہیں ہے' پہلے کی حکومتوں کی بنائی ہوئی ہے' جس کے تحت foreigners and locals can equally participate in any privatization or build any kind of economic activity. جب تک وہ پالیسی یا law موجود ہے' foreigners کے ساتھ discriminate کرنا مشکل ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ مخصوص ملکوں سے تعلق رکھتے ہوں' جن سے ہمیں خدشات ہیں۔ ایک اور بات کہ privatization کے عمل کے عام لوگ اتنے enthusiastic supporter نہیں ہیں' میں اس بات سے agree کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم عام لوگوں کو اس پالیسی سے آگاہ کریں۔ ہم نے کوشش کی کہ privatization for the people programme شروع کریں' جس کے تحت ہم نے shares عام لوگوں کو دیے۔

یہ بہت اہم figures ہیں جو میں اس وقت آپ سے share کر رہا ہوں۔ ہم نے ساڑھے نو لاکھ families کو' عام پاکستانیوں کو PPL, Sui Gas, Kot Addu, OGDC اور National Bank کے shares دیے۔ یہ تیس ارب روپے کے shares ساڑھے نو لاکھ

پاکستانیوں کو through computer balloting دیے گئے اور ان shares کی قیمت میں ستر ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ تو ساڑھے نو لاکھ Pakistani families کو through the privatization for the people programme, ستر ارب روپے کا فائدہ پہنچایا گیا اور سٹاک مارکیٹ جس میں چند سال پہلے ایک لاکھ لوگ participate کرتے تھے' اس میں اس وقت تقریباً پندرہ لاکھ سے زیادہ لوگ privatization for the people programme کی وجہ سے participate کر رہے ہیں۔

So this is a big attempt to bring the people of Pakistan into the privatization programme.

اب ایک issue جس پر کافی discussion کی گئی

is the issue of the PTCL privatisation. The PTCL privatisation is on a very advanced stage of completion.

حقیقت میں آپ سب لوگ are very well aware of the background of the PTCL privatisation. اس میں جب bidding کی گئی اور یہ open bidding تھی جو ساری دنیا کے سامنے کی گئی تو ایک پارٹی نے 9.6 ارب ڈالر کی bid دی اور جو second highest bidder تھا اس نے 1.4 ارب ڈالر کی bid دی۔ یہ 1.2 بلین ڈالر کا difference تھا۔ 1.2 بلین ڈالر کا مطلب ہوا کوئی 72 ارب روپے کا difference تو یہ کوئی 26% کا مسئلہ ہے۔

اب چونکہ ہم اس وقت اتصالات کے ساتھ negotiate کر رہے ہیں تو میں نہیں چاہوں گا کہ میں ان کے بارے میں کوئی بات یہاں پر کروں جو انہیں شاید اچھی نہ لگے یا جس کا غلط تاثر لیا جائے لیکن 2. 6 billion dollars کی bid کے بعد they wanted some concession. شاید اس لیے کہ دوسری bid اتنی کم تھی اور اس وقت ہمیں دو مختلف اصولوں کے درمیان choose کرنا پڑ رہا تھا۔ ایک جانب یہ اصول تھا کہ اگر یہ صاحب تھوڑا سا بھی ٹس سے مس ہو رہے ہیں تو آپ second highest bidder کے پاس چلے جائیں اور ان سے آپ 1.2 billion dollar کی bid لے لیں۔ دوسری جانب یہ کہ اگر ان کو کچھ آسانی دے کر' ایسی کوئی رعایت دے کر جس سے ہمیں نقصان نہ ہو لیکن انہیں فائدہ ہو۔ اور یہ 1.2 billion dollar کا

large portion ملک کے لیے capture کیا جائے۔

تو یہ دو اصول تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے شروع میں کہا تھا honourable people can disagree on this. اور دونوں کی بات میں وزن ہوگا کہ اگر ایک جانب ایک کہے کہ چھوڑو جی 72 ارب روپے جانے دو اور دوسری جانب کوئی کہہ رہا ہو کہ نہیں یہ 72 ارب روپے بہت زیادہ ہیں اور اگر ہمیں کچھ رعایت دینی پڑ رہی ہے اور اس میں سے جو majority ہے وہ ہمیں پھر مل رہی ہے تو اس ملک کے لیے وہ زیادہ ضروری ہے۔ This was not easy decision. اور اس پر کئی دن اور کئی راتیں لوگوں نے لگائیں اور ultimately جو فیصلہ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے لیکن یہ privatisation جیسے ہی مکمل ہو تو اگر آپ چاہیں we can have a much more detailed presentation. لیکن بنیادی issue یہی ہے کہ we have to choose the two different, competent principles.

آخر میں ایک چیز جو میری التجا سمجھیں یا recounting of history سمجھیں، دیکھیں ہم لوگوں نے ایک دوسرے کی حکومتوں کی privatisation programmes کو criticise کر کے اس ملک کو نقصان پہنچایا ہے اور میں privatisation programme کا کافی عرصے تک student رہا ہوں ۔ ہر حکومت کی opposition نے بے دردی سے اس پروگرام کو criticise کیا لیکن دراصل یہ پروگرام کبھی بھی اتنا برا نہیں تھا پاکستان کی تاریخ میں جتنا اسے بنایا گیا اور جتنی bad publicity پاکستان کو دی گئی ۔ ہماری enthusiasm ہے، اپوزیشن کی enthusiasm ہے کیونکہ یہ ایک easy target ہے۔

نوید قمر کا جہاں تک سلسلہ ہے اگرچہ میں حکومت کا Minister ہوں لیکن let me say, I am very sorry that he had to suffer. اور یہ بات بھی آپ کو record پر بتا دوں کہ اس وقت میں Finance Minister تھا سندھ کا اور کیونکہ مجھے یہ سمجھا جاتا تھا کہ شاید privatisation کے بارے میں as a technical person میری کچھ واقفیت ہے۔ایک دن وہ اور ان کی بیگم صاحبہ میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں support کریں۔So, I voluntarily to supported them. اس وقت مجھ سے جو ہو سکا، میں نے کیا۔ حتیٰ کہ I was even agreeable to go and defend him in a court. کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ اس سے

and in the same ہمارے ملک کے privatisation کے پروگرام پر ایک shadow پڑ رہا ہے way جب ماضی میں جس enthusiasm سے یہ چیزیں probe کی گئیں' investigate کی گئیں' وہ آپ کے سامنے ہیں۔ نوید قمر صاحب کے بارے میں جو بھی files تھیں' وہ آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے تیار کی تھیں ۔ So, let us now move on and let us try to approach this thing in a way کہ جہاں پر نا جائز issue ہے' غلطی ہے' we should raise it but try always to think about not just the feeling of the other persons but also about the shadow that it may cast upon the country. So, with that I am very grateful. I have benefitted a lot from your ideas and your suggestions and *Inshaallah*, you will find us always open. اگر ہم سے کوئی ماضی میں کوتاہی ہوئی ہے' یہ جو we will try to improve upon them. ۔ we should build upon it. Thank you very much.' کا سلسلہ ہے communication

(Desks thumping)

Senator Farhatullah Babar: Mr. Chairman! under Rule 194,

میری آپ سے گزارش ہے کہ

I wish to move a substantive motion in appropriate terms which may kindly be approved by you under Rule 194 and the vote of the Senate may be taken on such motion and the motion is Mr. Chairman...

Mr. Chairman: I think, this is a discussion.

Senator Farhatullah Babar: This House recommends that in view of serious reservations...

(Interruption)

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! مجھے rules کے مطابق بات تو کرنے دیں اور اس کے بعد یہ اپنی بات کر لیں۔

but notice is required. جناب چیئرمین: آپ ان کی بات سن لیں

Senator Farhatullah Babar: "This House recommends that in view of the serious reservations about the current privatisation process, the Pakistan Steel Mills, PSM, should not be privatised". Thank you.

Senator Wasim Sajjad: Sir, this motion is not in order. We have no notice of this. It can not be moved just at the spur of the moment and no notice was given at all. So, it should be ruled out of order and permission should not be granted to move the motion.

Senator Farhatullah Babar: Mr. Chairman, the notice has not been given, may I draw your attention to Rule 120(1) and under Rules 120(1), I beg to move that the provision of Rule 120(1), may please be suspended to take up the motion under Rule 194 which I have already read out. Thank you.

Senator Wasim Sajjad: Sir, even a motion for suspension of rules requires a notice. It cannot be just made out on the spur of the moment. This can not be done. We have discussed this motion but no proper resolution has come before the House. No resolution has been moved. It was a motion under Rule 194 and there is no resolution before us.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن یہاں باجوڑ اور بلوچستان کے مسائل پر بحث ہو رہی تھی، اس وقت رانجھا صاحب preside کر رہے تھے اور اس وقت بھی یہی move ہوا تھا میری گزارش یہ ہے the rules were suspended. So, that if Rule 194 is not admitted then I beg to move that Rule 120(1) may

please be suspended and the motion be put to the House for vote.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I would very humbly submit that whenever there is a motion, or an amendment and they want that it should be put to the vote of the House or if there is a motion that the bill should be taken into consideration or about any resolution there is a motion. Unless there is a substantive motion and there is a notice of that substantive motion or there is a notice of any amendment of the resolution, then of course, it requires notice. Without notice, it cannot be said that whenever we want to put it to the vote of the House. We can do that. If they want that it should be put to the vote of the House they should have given notice. Sir, parliamentary practice is that I should have a notice that Mr. Farhatullah Babar wants this and if I want to move a motion, then he should give a notice that I want to move this motion. We move the motions everyday. I have given notice of the consideration of a Bill, it will be circulated. Sir, this is not provided in the rules that you can suspend the rules, of course with the consensus of the House. Of course with the consensus of the House you can do that but not unilaterally and not by the majority of the vote. Sir, that requires notice. Yes we have been suspending rules, we have been doing that but with the consensus of the House, with the full support of the House, not unilaterally, otherwise sir, what would be the fun of providing the notices that two days notice is required, 7 days notice is required, unless you go by those rules sir, no purpose would be served I have come here that Rule- 194 is going to be

discussed. It is only to be discussed here on the floor of the House and I am sitting here to hear the debate under Rule 194. I have no notice that there is going to be the vote at the end or that Mr. Farhatullah Babar wants to move this Motion. If he would have given the notice, sir, yes we would have been prepared to vote for that. We are not prepared to vote for that because this is a Motion under Rule 194 and for 194 there is no vote, unless the whole House agrees to it there can't be any suspension of rules and for this motion, which he is going to move. Now for that notice is required and sir, this motion is out of order and I would request your honour to hold it out of order.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! سوال اٹھایا گیا ہے کہ substantive motion ہو تو پھر اس پر بات ہوسکتی ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ substantive motion کسی طویل بحث کے بعد اور کیا ہوگی جب یہ کہا جائے کہ

"this House recommends that in view of serious reservations about the current privatization process, the Pakistan Steel Mills should not be privatized".

اس سے اور زیادہ substantive motion تو میرا خیال یہ ہے کہ اتنی طویل بحث کے بعد اور کیا ہوگی؟ دوسرا جناب چیئرمین! یہاں قاعدے قانون کا حوالہ دیا گیا ہے میں دوبارہ 194 کا جو operative part آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ Moves a substantive motion in appropriate terms میرا خیال یہ ہے کہ these terms in which جس میں to be approved by the Chairman. ہے appropriate بہت ہی move کہا گیا ہے and the vote of the Senate shall be کریں گے approve جس کو جناب چیئرمین! آپ taken on such motion. جب آپ اس کو approve کریں گے کہ ہاں سینیٹ میں اس پر

ووٹ لیا جائے تو پھر یہ سینیٹ کے سامنے پیش ہوگا اس پر ووٹ لیا جائے گا۔ جناب چیئرمین! اس Rule 194 کے تحت جو resolution میں دے رہا ہوں اس میں اور کوئی ایسی گنجائش نہیں ہے کہ ایک ہفتہ پہلے یا دس دن پہلے یہ نوٹس دیا جائے۔ ہمارا آج کا موشن ۱۹۴ کے تحت تھا اور ۱۹۴ کے تحت ہی یہ substantive motion بنا کر میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔ اس سے پہلے بھی ۱۹۴ کے تحت اگر آپ record نکالیں تو substantive motion move ہوئے ہیں لیکن جہاں تک ۱۹۴ کے تحت substantive motion کا تعلق ہے، میں humbly submit کروں گا کہ اس کے لئے کسی prior notice کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ automatically آتا ہے البتہ اس میں صرف آپ کی conclusion of the debate پر approval چاہیے۔ اگر آپ اسے rule out کر دیں تو if you agree then it doesn't requires any prior notice in the parliamentary practice. Thank you. لیکن we have no right.

Senator Wasim Sajjad: As explained by Senator Anwar Bhinder, I would like to draw your attention sir, to the directions issued by the Chairman Senate which are at the end of this rule and these directions are issued by the Chairman Senate under Rule 237. And in these directions, it is said that Rules 119 to 130 shall apply *mutatis mutandis* to a motion for consideration under Rule 194, hereafter referred to an original motion and to a substantive motion moved in substitution of the original motion. And if you apply Rule 120 to this motion, Rule 120 says that seven days notice has to be given and this is actually sir, ordinary rule common sense and natural justice, how can you impose a consideration

because a resolution passed or not passed by the House is a consensus of the House. It is the opinion of the House and if the House has no notice of it, some people have gone, some are here, some are not interested, but if they know that a certain motion is going to come up, they would be here to voice their opinion. So sir, in accordance with Rule 120 at least, 7 days notice is to be given. And secondly, sir, since the power has been given to you as Chairman to decide admissibility, this would be against the principle of parliamentary practice that the Chairman should approve any motion for which proper notice has not been given. It has not been done. Yes, by consensus, if both the sides agree, we sometimes, suspend rules, but never when one side says no, we will not accept it. And therefore, sir, I would submit that this request should be turned down and the motion ruled out of order.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, just for a minute, I would add one thing more. I would invite your attention to Rule 196. Rule 196 says, notice of an amendment to a motion shall be given one day before the day on which the motion is to be considered unless the Chairman allows the amendment to be moved without such notice. Sir, my humble submission is that this is relevant. There is a motion under Rule 194 and this motion is an amendment to that motion and if that is an amendment to that motion then at least one day's notice is required, unless your honour allows that it should be taken up immediately. Even under Rule 196, this motion cannot be moved. There is no proper notice

for that and that should not be allowed and that should be held out of order.

سینیٹر کامل علی آغا۔ جناب چیئرمین! جو version سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب نے یہاں بیان کیا ہے اس کی support پروفیسر خورشید احمد صاحب کو نہیں کرنی چاہیے تھی کیونکہ ہم تو پروفیسر صاحب کو rules کی ایک authority سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ ایک اچھا موقف اختیار کیا ہے اور اسی sense میں کیا ہے جو rules بناتے وقت رکھی گئی تھی۔

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب بڑے تجربہ کار ہیں، ہمارے بزرگ ہیں۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, I think, Professor Sahib has accepted my point of view. We have always had high respect for him. He always goes by principles and justice and I would like to express my deep unanimity for the sensible stand that he has taken.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Ishaq Dar.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, the other day when the debate was going on Bajaur, the whole House actually condoned Rule 120 Sub Rule (1), when I moved for condonement.

Mr. Chairman: We often do that in the Question Hour and other matters.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, one alive matter I would like to bring to your notice. Undoubtedly, privatization is a bipartisan subject. I think, people can have difference of opinion on its modality, transparency, other issues may be right, may be wrong, apprehensions etc. I think one very relevant point was made by the honourable Minister that the National Assesmbly has a House Committee on this subject and I am

sure that if a similar committee is constituted by Senate, I am very clear that the government will benefit from that bipartisan House Committee on Privatization which can certainly give its views and opinions based on the previous experience. Sir, it is a national issue, it is a bipartisan issue, as I said that the difference can be on opinions and different issues but nobody in principle, disagrees with the process of privatization because it has been successive governments of the last 20 years which have been following this. So, I request that if the House feels appropriate and allows, the House Committee on Privatization should be constituted of this House sir.

Mr. Chairman: But we have.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب! House Committee نہیں ہے۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: We have Standing Committee on Finance and Economy.

سینیٹر وسیم سجاد، میرے خیال میں ہونی چاہیے کیونکہ اس وقت Privatization Ministry ہے۔

جناب چیئرمین، جب ہر Ministry کے لیے Standing Committees بڑھائی ہیں تو میرے خیال میں اس کی Standing Committee ہے لیکن اس کو activate نہیں کیا گیا۔ Now it should be activated.

Senator Wasim Sajjad: I would support honourable Ishaq Dar, there should be a Committee and I think you should consider it.

جناب چیئرمین، جہاں تک میرا خیال ہے یہ کمیٹی ہے اور اسے activate کرنا ہے and we will do that. میں دیکھ لوں گا۔

The point I think,I get the message of the House, it is very clear we should do that. I think Babar Sahib, a very interesting point has been raised, if we put at this way that there is a system that we have been following in this House of co-ordination and the point that a notice is required for a vote and for an important decision, if we should try and keep that there, so that the members are aware of what is coming. Therefore, I think we should not put it like this without a proper notice, even one day notice would be required.

سینیٹر وسیم سجاد، سات دن ضروری ہیں۔

Mr. Chairman: Seven days are required.

اور دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ consensus کے ساتھ باتیں کی ہیں۔

with the understanding which I have had in my Chamber with the Parliamentary Leader. I think let us adhere to that because it will give better working relationship but we had open discussion, every intending speaker had a chance to speak, it is a very important subject and we have had very good input from both sides and the Minister himself. I think we should have a good practice and we should continue our close coordination. So, it brings us to the conclusion of the discussion. Would you like to continue to the next item or would you like to adjourn ?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ! ایک منٹ کے لیے۔ جناب! بہت ہی معذرت کے ساتھ کہ میں یہ floor پر بات اٹھا رہا ہوں، میں ذرا آج late ہو گیا۔ میں نے وسیم صاحب سے بھی request کی تھی اور آپ سے بھی اب کر رہا ہوں۔ ہمارے خیال سے اب اس ہفتے میں پانچوں دن sittings کو جاری رکھنا چاہیے کیوں کہ بہت سارے issues

accumulate ہو گئے ہیں۔ اگر آپ مہربانی کریں ---

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کافی دن ہیں۔ آپ کے اگر کوئی issues رہ گئے ہیں تو we can have the daily sitting subsequently ابھی اسے چلنے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اگلے ہفتے پھر کر لیں۔

جناب چیئرمین، ابھی کافی دن ہیں we will accommodate them اگر رہ جاتے ہیں تو we can do that ' later on I will discuss with the Parliamentary Minister. اگر رہ جاتے ہیں تو we will do that.

سینیٹر ساجد میر، جناب! میں صفدر عباسی صاحب کو support کرنا چاہتا ہوں۔ ہم یہاں national issues and public issues پر بات کرنے کے لیے آتے ہیں' ایک دن اجلاس ایک دن چھٹی' دو دن چھٹی یہ مناسب نہیں ہے۔ دوسری میری گزارش ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا' آپ تشریف نہیں رکھتے تھے کہ یہ جو شام کے اجلاس کی routine بن گئی ہے کہ شام ہی کو ہونا ہے it is very inconvenient and unsuitable for majority of the members اور ایک یہاں پر بے زبان مخلوق ہے جناب چیئرمین! جنہیں staff of the Senate کہا جاتا ہے۔ کیا جناب! یہ ان کے لیے inconvenient اور unsuitable نہیں ہے it is callous and cruel as far as the staff of the Senate is concerned وہ صبح آٹھ بجے آتے ہیں' اب تک وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ routine بنا لینا کہ روزانہ ان کو family life سے cut کر دیا جائے' وہ اپنے ذاتی ضروری کام نہ کر سکیں' یہ بہت بڑا ظلم اور بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس کے ذمہ دار چند حضرات ہیں جو پتا نہیں courts میں جانا چاہتے ہیں' یا کہاں جانا چاہتے ہیں اور روزانہ ان کی تاریخ بھی نہیں ہوتی' کسی ایک دن ہوتی ہے۔ اس کے لیے جیسے میں نے کہا تھا پورے House کو hostage بنانا' پورے staff of the Senate کو hostage بنانا it is very cruel, very callous, very unbecoming on our part. اس لیے مہربانی فرمائیں کہ صبح کے اجلاس کو بالکل عمداً ختم کر دیا گیا ہے سوائے جمعہ کے۔ صبح کا اجلاس ہونا چاہیے' کبھی ہوا شام کو ہو گیا' ٹھیک ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد ، میں آپ کی توجہ' جسے ہم کہتے ہیں کہ یہ mother of parliaments ہے ' انگلستان کی تاریخ کی طرف دلانا چاہوں گا جہاں سینکڑوں سال سے Parliament چل رہی ہے وہاں ہمیشہ afternoon میں اجلاس ہوتا ہے۔ وہ دو بجے یا اڑھائی بجے اجلاس شروع کرتے ہیں' صبح کا نہیں ہوتا ۔ جناب! کیوں نہیں ہوتا؟ بہت سارے لوگوں کے کام ہوتے ہیں' وزراء نے اپنے کام کرنے ہوتے ہیں' Cabinet Meetings ہوتی ہیں' ٹھیک ہے وکیلوں نے کام کرنا ہوتا ہے' ڈاکٹروں نے کرنا ہوتا ہے لیکن جو ایک روایت ہے وہ یہی ہے کہ afternoon وہ اجلاس کرتے ہیں۔ کیا وہ پاگل ہیں انگریز لوگ جو اتنے' سو سالوں سے ہمیشہ کر رہے ہیں؟ کیا ہندوستان والوں کا دماغ خراب ہے؟ کیا کینیڈا کی پارلیمنٹ پاگل ہوگئی ہے؟ جناب یہ اس لیے ہوتا ہے تاکہ دن کے وقت normal جو دفتری کام ہوتے ہیں' جو وزیروں نے کرنا ہے' پارلیمانی سیکرٹریوں نے کام کرنا ہوتا ہے' ڈاکٹروں نے کرنا ہوتا ہے' انجینیروں نے کرنا ہوتا ہے' ہر ایک نے کرنا ہوتا ہے۔ لہذا کبھی کبھی آپ ضرور کر دیتے ہیں لیکن یہ کہنا جی کہ hostage بنا لیا ہے' یہ کردیا ہے وہ کردیا ہے' یہ غلط ہے۔ یہ ہماری ایک روایت چلی آ رہی ہے اور یہ روایت ہم نے اور ممالک سے لی ہے جہاں پر ایک مستند تاریخ ہے ان چیزوں کی۔ لہذا یہ الزام دینا کہ جی یہ غلط کر رہا ہے غلط کر رہا ہے یہ درست نہیں ہے۔

سینیٹر ساجد میر ، چیئرمین صاحب! ان Parliaments کی 100 میں سے 99 روایات کو چھوڑ کر ایک روایت کو یہ اختیار کر رہے ہیں جو سراسر نقصان دہ ہے' سب کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ ہمیشہ شام کا اجلاس ہو۔

جناب چیئرمین ، تشریف رکھیے۔ میں عرض کروں کہ یہ جو شام کا اجلاس ہے یہ Parliamentarians کے ساتھ مل کر' باہمی افہام وتفہیم سے طے ہوا تھا۔ وزراء نے بھی کہا تھا کہ دن کو دفتر ہوتا ہے' کئی دفعہ اس کو synchronize کرکے نیشنل اسمبلی کے اجلاس کے ساتھ۔ میں ان کے ساتھ' پارلیمانی لیڈروں کے ساتھ پھر بیٹھ کر بحث کرلوں گا۔ جو consensus ہوگا' ماشاء اللہ we have been working on consensus. کسی ایک یا دو کی وجہ سے ایسی بات نہیں ہے اور employees کا بھی ہمیں بالکل خیال ہے۔ We will certainly keep

that in mind also. سٹاف کا ہمیں خیال ہے اس طرف توجہ کریں گے اگر وہ late بیٹھتے تو compensation کیا انہیں ملتی ہے؟ اس سے کیا وہ خوش ہیں یا نہیں ہیں۔ سٹاف ہمارا سرمایہ ہے' اس کو بالکل دیکھیں گے۔

سینیٹر ساجد میر، اجلاس شام کو ہو یا دن کو ہو' ان کا allowance وہی رہتا ہے' وہ بڑھتا نہیں شام کے اجلاس کی وجہ سے۔

جناب چیئرمین، جی جتوئی صاحب۔

Senator Asif Jatoi: I would also like to recommend like the National Assembly. National Assembly meets Monday, Tuesday and Friday or Monday, Thursday and Friday. May be it is easier for the Senators to come to Islamabad on time as you can see the attendance is very rare in these days because if we have Monday, Tuesday and then Friday, at least people can do the thing. This way we work Monday then gap Tuesday, Wednesday then gap Thursday and then Friday. The whole week is taken up. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: You mean gap of two days twice a week. So that they will have to gather in succession.

میرے خیال میں پہلے بات کر لوں گا کیونکہ یہ پہلے بھی leaders سے بات کر کے طے ہوا تھا۔ So, we will discuss that. آپ کا جو point ہے'

we will take that into account. Now, we will adjourn to meet on Wednesday at 4.00 p.m. The House stands adjourned to meet again on Wednesday the first February.

(The House was then adjourned to meet again on Wednesday, 1st February, 2006 at 4.00 p.m.)
